آپریشن سنگاپور
قانون والا

آپریشن سنگاپور
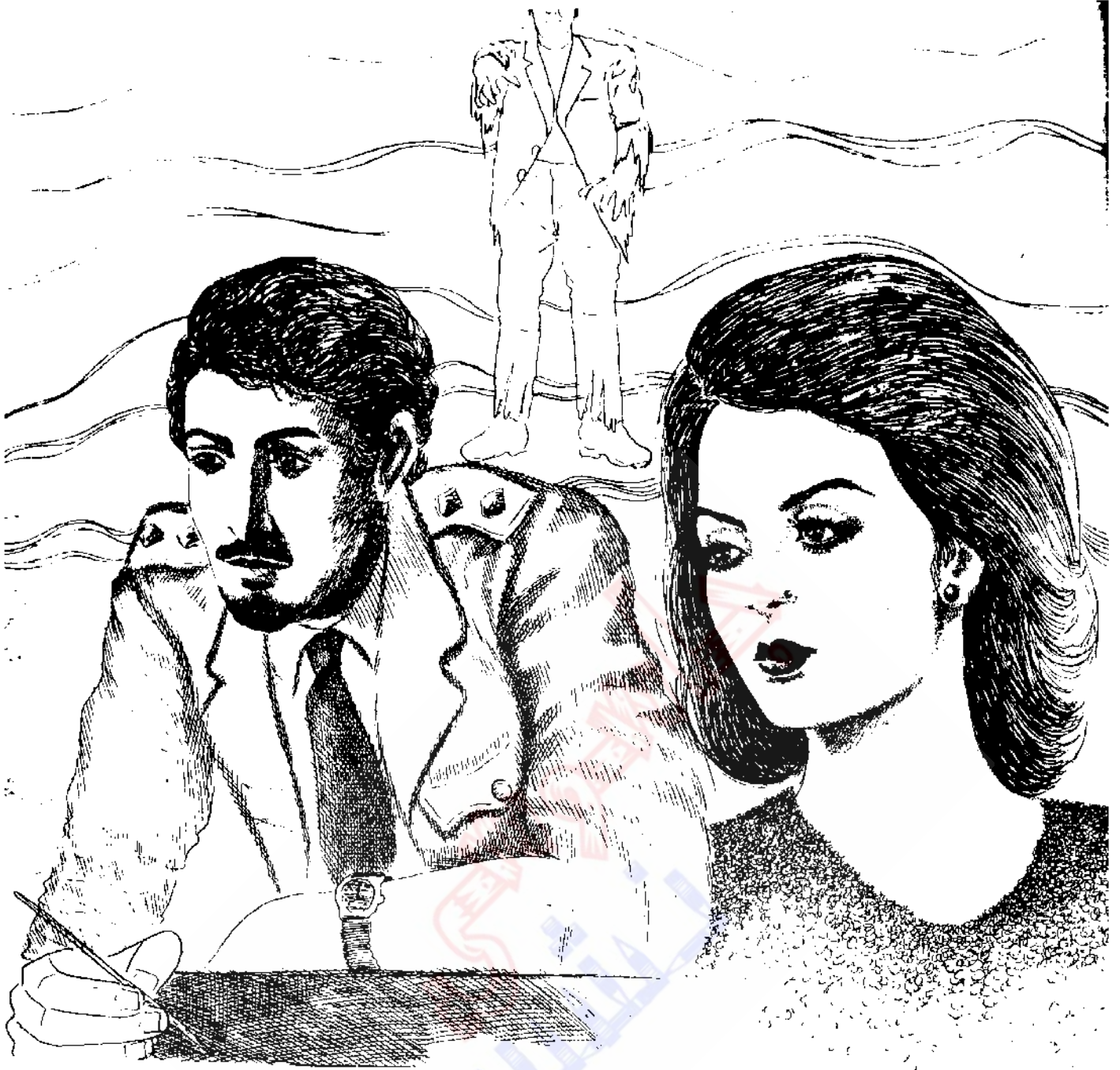
بزنس مینوں کی جنت سنگاپور جہاں بھانت بھانت کے لوگ آباد ہیں۔ شاید اسی لئے اس مصروف کاروباری شہر میں بڑی سے بڑی واردات کا ہوجانا بعید از قیاس نہیں خیال کیا جاتا۔

سنگاپور ائرپورٹ سے باہر نکلتے ہی کرنل زاہد کو احساس ہوگیا کہ اس کا تعاقب کیا جارہا ہے۔

لیکن تعاقب کرنے والے اناڑی نہیں معلوم ہوتے تھے۔ بڑے سلیقے اور حاضر دماغی سے وہ اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے اور کسی طرح بھی شبہ نہیں ہوتا تھا کہ اس کا تعاقب کیا جارہا ہے۔

کرنل زاہد اپنی ٹیکسی کے پیچھے آتی ہوئی جس کار پر شک کرتا وہی کار چند لمحوں بعد اس کی نظروں سے غائب ہوجاتی۔ ایسا لگتا تھا جیسے کئی لوگ اس کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اور ہر کوئی پوری احتیاط برت رہا تھا کہ کرنل زاہد کو اس کا علم نہ ہوسکے کہ اس کا تعاقب کیا جارہا ہے؟

زاہد سوچ میں پڑگیا۔ اس کے سنگاپور میں قدم رکھتے ہی ان جانے لوگوں کا ایک پورا گروہ اس کے تعاقب میں لگ گیا تھا اور یہ آثار اچھے معلوم نہیں ہوتے تھے۔

اس نے پیچھے دیکھا۔ دو گاڑیوں کے پیچھے ایک پرانی سی کار چلی آرہی تھی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک چینی بیٹھا ہوا تھا لیکن وہ بالکل لاپرواسا دکھائی دے رہا تھا۔

"ڈرائیور" زاہد ٹیکسی ڈرائیور سے بولا۔ "اب تم مجھے میوزیم لے چلو۔"

"ہوٹل نہیں سر"

"نہیں" زاہد نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی ٹیکسی میوزیم کے سامنے ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔

کرنل زاہد نے نیچے اُتر کر ٹیکسی کا کرایہ دیا اور چھوٹا سا سوٹ کیس اُٹھالیا۔

ٹیکسی کے آگے نکل جانے کے بعد اس نے گھوم کر اس طرف دیکھا جس طرف سے آیا تھا اور چونک سا گیا۔ اس نے ایک ٹیکسی جو ابے پر رکتی دیکھی تھی لیکن اس کے اندر سے کوئی باہر نہیں نکلا تھا۔

زاہد نے ایک گہری سانس لی اور اپنا سوٹ کیس اٹھا کر میوزیم کی عمارت میں داخل ہو گیا۔

میوزیم کے ہال میں دو تین ٹیلی فون بوتھ دکھائی دے رہے تھے۔ زاہد ایک بوتھ میں گھس گیا اور جلدی جلدی کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ سلسلہ قائم ہوتے ہی اس نے کہا۔

"ٹوٹو ہے؟"

"آپ کون ہیں" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"سونے کی چڑیا!"

ایک لمحہ کے لئے خاموشی چھا گئی۔ پھر آواز آئی "دس منٹ بعد پھر فون کرو۔"

یہ نمبر کہاں کا ہے؟" اس نے پوچھا۔

لیکن دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔

کرنل زاہد نے گہرا سانس لیا جو نمبر اس نے ڈائل کیا تھا وہ اسے جنرل کیو نے دیا تھا کہ وہ اس نمبر پر ٹوٹو کو فون کر کے مدد حاصل کر سکتا ہے۔

ٹھیک دس منٹ بعد زاہد نے پھر نمبر ملایا اس بار جواب دینے والا ٹوٹو ہی تھا۔

"سونے کی چڑیا" زاہد نے اپنا کوڈ دہرایا اور بولا "ابھی ایک گھنٹہ قبل میں نے سنگاپور میں قدم رکھا ہے لیکن یہاں آتے ہی میری نگرانی شروع ہو چکی ہے۔"

"وہ کتنے ہیں؟"

"کوئی اندازہ نہیں لگتا۔ لیکن کئی ہیں۔ کیوں کہ جو آدمی تعاقب کرتا ہے وہ شبہ ہوتے ہی غائب ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ کوئی نیا شخص آ جاتا ہے۔"

"آپ کہاں سے بول رہے ہیں؟"

"میوزیم سے۔"

"جانا کہاں ہے؟"

"ہوٹل کلارک۔"

"ہوٹل کلارک نیچ روڈ پر ہے۔ ٹھیک دس منٹ بعد میوزیم سے نکل کر ٹیکسی پکڑیں اور اپنا تعاقب کرنے والوں کی قطعی پرواہ کئے بغیر اسٹیم فورڈ روڈ سے نیچ روڈ کی طرف روانہ ہو جائیے۔ جب تک آپ ہوٹل کلارک پہنچیں گے تعاقب کرنے والے غائب ہو چکے ہوں گے۔"

"شکریہ۔"

"اور کچھ۔"

"بس یہی بہت ہے۔" زاہد نے کہا۔ "لیکن یہ نمبر کہاں کا ہے؟"

"آپ کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیئے۔"

"اگر آپ کی ضرورت پڑ جائے تب میں آپ کے پاس کیسے پہنچوں گا؟"

"میں ہمیشہ اس نمبر پر موجود رہتا ہوں۔"

زاہد نے فون رکھ دیا اور گھڑی دیکھ کر اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور دھیرے دھیرے چلتا ہوا میوزیم سے باہر نکل آیا۔ کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ اس نے گہری نظروں سے جائزہ لیا لیکن کوئی شخص اسے مشتبہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

اس کے اشارے پر ایک ٹیکسی اس کے قریب آکر کھڑی ہو گئی۔

زاہد نے سوٹ کیس اندر رکھا اور خود بھی سوار ہو گیا۔

"ہوٹل کلارک... اسٹیم فورڈ روڈ سے ہو کر چلو۔" اس نے کہا۔

ٹیکسی ڈرائیور نے اپنا سر ہلایا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ زاہد لاپرواہی سے باہر دیکھنے لگا۔ اس بار اس نے تعاقب کرنے والوں کی کوئی فکر نہیں کی تھی۔

....

ٹیکسی تیزی سے بھاگتی رہی۔

اسٹیم فورڈ روڈ پر اس وقت کافی رش تھا اس رش میں زاہد کے لئے یہ اندازہ لگانا بہت مشکل تھا کہ اس کے پیچھے آنے والی گاڑیوں میں کون سی گاڑی اس کا تعاقب کر رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس نے اس موٹے چینی کی صورت پہچان لی جسے اس نے میوزیم کے دروازے کے سامنے کھڑا دیکھا تھا۔

وہ چینی زاہد کے پیچھے ایک سیاہ رنگ کی کار میں چلا آرہا تھا۔

زاہد ایک گہری سانس لے کر رہ گیا۔

اسی وقت ایک عجیب و غریب واردات ہو گئی جس کی وجہ سے ایک چوراہے پر افراتفری مچ گئی۔

ایک طرف سے ایک ٹرک ٹریفک سگنل کی پرواہ کئے بغیر گھوما تھا اور سیدھا موٹے چینی کی سیاہ گاڑی سے جا ٹکرایا تھا جس کے نتیجے میں کئی رکشا میں اور گاڑیاں ان کی جھپٹ میں آگئی تھیں۔ اور سارا ٹریفک درہم برہم ہو گیا تھا۔

حادثے کے فوراً بعد ہی ایک چینی کافی پیچھے کھڑی ایک ٹیکسی سے باہر نکلا اور فٹ پاتھ پر بھاگتا ہوا چوراہے کی طرف آنے لگا۔

اس کا ارادہ ایسا ہی تھا جیسے چور لہے کے آگے سے دوسری ٹیکسی پکڑے گا۔ لیکن زاہد کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ چینی ایک موٹے تازے سیاہ آدمی سے ٹکرایا اور وہیں فٹ پاتھ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

وہ سیاہ آدمی اس سے معافی مانگتا ہوا اس طریقے سے چینی کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے میں اس کی مدد کر رہا تھا کہ چینی بار بار فٹ پاتھ پر لڑھک جاتا تھا۔

یہ سب کچھ چند لمحوں میں ہو گیا تھا۔

کرنل زاہد کی ٹیکسی اطمینان سے فراٹے بھرتی رہی! اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ کوئی تعاقب نہیں کر رہا ہو گا۔

ٹیکسی ہوٹل کلارک کے سامنے رک گئی۔ یہ سنگاپور کا سب سے مشہور اور مہنگا ہوٹل تھا۔

زاہد اندر پہنچ کر ایک کمرہ بک کرایا اور ہوٹل بوائے کے ساتھ اپنے کمرے میں آگیا۔ ایک نوٹ لے کر بوائے رخصت ہوا تو فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

زاہد نے ریسیور اٹھا لیا "ہیلو!"

"سونے کی چڑیا!" کسی نے کہا۔

"جی ہاں!"

"میں ٹوٹو بول رہا ہوں! آپ بار میں پہنچئے!"

"لیکن ہم ایک دوسرے کو پہچانیں گے کیسے؟"

"اس کی فکر مت کرو۔ میں تمہیں پہچان لوں گا!"

"ٹھیک ہے!" زاہد نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور کمرے سے نکل کر سیدھا گراؤنڈ فلور پر پہنچ گیا۔

ہوٹل کے شاندار بار میں اس کا سامنا ایک خوبصورت نوجوان سے ہوا۔

"ہیلو! مجھے ٹوٹو کہتے ہیں!"

"میں.... زاہد ہوں!" زاہد نے دھیرے سے جواب دیا۔ اور اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

ہاتھ ملا کر ٹوٹو کرنل زاہد کو ایک گوشے کی میز پر لے آیا۔ ویٹر کو کافی کا آرڈر دے کر ٹوٹو بولا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہاں تک آپ کا تعاقب نہیں کیا گیا ہو گا!"

"وہ ٹرک والا حادثہ کیا تمہارا کارنامہ تھا!"

"بے شک وہ کئی تھے۔ سب کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا اتنے لوگوں کو آپ کے تعاقب سے روکنے کے لئے وہ حادثہ بھی کافی نہیں تھا۔ جناب!"

زاہد نے ہنستے ہوئے کہا "ایک چینی کو تو میں نے خود اپنی آنکھوں سے کسی سے ٹکرا کر گرتے دیکھا تھا!"

"اس کے علاوہ آپ نے ایک دوسرے چینی کو کسی لڑکی سے چمٹے ہوئے نہیں دیکھا!"

"اوہ تو....!" زاہد گہری سانس لے کر رہ گیا "اتنا انتظام تم نے اتنے کم وقت میں کیسے کر لیا!"

"یہ میری ڈیوٹی تھی!" ٹوٹو دھیرے سے مسکرایا۔

ویٹر کافی کا مگ لا کر رکھ گیا۔

"یہاں سنگاپور میں سب قوموں کے لوگ آباد ہیں۔ اسلئے یہاں کوئی اجنبی معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہاں کسی شخص کا غائب ہو جانا بہت آسان ہے۔ لیکن اپنی خصوصیات کی وجہ سے یہاں کسی آدمی کے گم ہو جانے کی کوشش میں ناکام رہنا بھی بہت آسان ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایک بار دشمن کی نگاہوں میں آجانے کے بعد آپکا ان سے چھپا رہنا ممکن نہیں ہے! ابھی آپ ان کے پنجے سے بچ نکلے ہیں۔ لیکن بہت جلد وہ آپ کو دوبارہ تلاش کر لیں گے.... جب کہ آپ ہوٹل کلارک جیسی جگہ ٹھہرے ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ کا یہاں رہنا مناسب نہیں!"

"مسٹر ٹوٹو!" کرنل زاہد نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔ "فی الحال میرا اس ہوٹل میں رہنا بہت ضروری ہے۔ کیوں کہ ماؤ ینام

کے جس شخص سے ملاقات کرنے میں سنگاپور آیا ہوں' وہ مجھے یہیں آکر ملے گا۔"

"اوہ ....." ٹوٹو نے گہری سانس لی تھی۔

"ماؤ ہیو کے یہاں آنے کی پوری امید ہے' اگر کسی وجہ سے وہ یہاں تک نہیں پہنچ سکا تو پھر رات کے دس بجے تک مجھے گولڈن پارک پر اس کا انتظار کرنا پڑے گا۔"

"فرض کیجیے اگر وہ وہاں بھی نہ آیا تب؟" ٹوٹو نے پوچھا۔

"تب مجھے دوبارہ ہوٹل میں آکر اس کے پیغام کا انتظار کرنا پڑے گا۔"

"اور اگر پیغام بھی نہ ملا تب؟"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" کرنل زاہد نے مسکرا کر کہا۔ "اس کا مجھ سے ملنا بہت ضروری ہے' اس میں اس کا بھی فائدہ ہے جو اہم معلومات ہمیں اس سے حاصل ہونے والی ہیں اس کے بدلے میں ہم اسے پچاس ہزار ڈالر ادا کریں گے..... فی الحال ہم نے اسے پانچ ہزار ایڈوانس میں دے دیئے ہیں۔"

"آپ کے لئے اور کیا منگواؤں۔"

"شکریہ! تھوڑی دیر بعد کھانا کھائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ اگر چوبیس گھنٹے کے اندر وہ آپ سے آکر نہ ملے تو پھر آپ کے لئے یہی بہتر رہے گا کہ یہ جگہ چھوڑ دیں ویسے ماؤ ہیو کی تلاش میں میں آپکی پوری مدد کروں گا۔"

"میرا خیال ہے ایسی نوبت نہیں آئے گی۔" زاہد نے کہا۔ "ویسے تمہاری نظر میں ہوٹل کلارک کے علاوہ اور کون سی جگہ ہو سکتی ہے جہاں میں خود کو محفوظ سمجھ سکتا ہوں۔"

"راکسی ہوٹل شہر سے باہر ہے اور زیادہ شاندار بھی نہیں ہے۔ وہاں زیادہ تر غیر ملکی نامہ نگار' مصنف وغیرہ آکر ٹھہرتے ہیں یا پھر ہپی! آپ وہاں خوب اچھی طرح کھپ سکتے ہیں۔"

"اوکے۔" زاہد بولا۔ "اگر چوبیس گھنٹے میں ماؤ ہیو مجھ سے رابطہ قائم نہیں کرتا ہے تو پھر میں یہاں سے غائب ہو جاؤں گا۔"

"ماؤ ہیو سے آپ کیا معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں؟"

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب یہ ہے کرنل کہ آپریشن کیا ہے۔"

"تمہارا فون نمبر کہاں کا ہے۔"

"یہ تو میرے سوال کا جواب نہیں۔" ٹوٹو نے کہا۔

کرنل زاہد مسکرا یا تھا۔

"اوہ۔" ٹوٹو نے اپنا کافی کا آخری گھونٹ بھرا' اور اٹھ کھڑا ہوا۔ "اب میں اجازت چاہتا ہوں۔"

کرنل زاہد بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا' ٹوٹو نے بل ادا کیا اور گھوم کر زاہد سے بولا۔

"سنگاپور میں داخل ہوتے ہی آپ دشمنوں کی نگاہوں میں آگئے۔ یہ کیسے ہو گیا؟"

"میں خود بھی اسی حیرت میں ہوں۔" زاہد نے کہا۔

ٹوٹو نے زاہد سے ہاتھ ملایا اور رخصت ہو گیا۔ زاہد اس کے جانے کے بعد سوچ میں پڑ گیا۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اس کا شبہ ایک ہی شخص پر تھا اور وہ تھا کالی چرن' جنرل کیو کا خاص ملازم اس بار بھی کالی چرن زاہد کو ائیر پورٹ پر چھوڑنے آیا تھا۔ اور اس کے علاوہ یہ بات صرف جنرل کیو کو معلوم تھی۔ کہ وہ سنگاپور جا رہا ہے

....

گولڈن پارک پہنچ کر زاہد رک گیا۔

وہ ماؤ ہیو کا دس بجے تک ہوٹل کلارک میں انتظار کرتا رہا تھا اور مایوس ہو کر گولڈن پارک چلا آیا تھا۔ لیکن یہاں آتے ہوئے اس نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ اس کا تعاقب تو نہیں کیا جا رہا.... اور اب وہ مطمئن تھا کہ تعاقب نہیں کیا گیا ہے؟

زاہد اپنا سگار سلگا کر پارک کے ارد گرد ٹہلتے ہوئے ماؤ ہیو کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن وہ اس حادثے کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا جس کے بارے میں وہ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ وہ اتفاقی تھا یا اس کا کوئی اور مطلب تھا۔

یہ واقعہ سات بجے ہوا تھا۔ جب اچانک اس کے ہوٹل کے کمرے میں فون کی گھنٹی بجی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھایا تو آپریٹر نے بتایا کہ اس کا فون ہے جو کسی چینی نے کیا ہے۔ آپریٹر نے پیشکش کی کہ وہ ان دونوں کے درمیان مترجم کا کام دے سکتا ہے۔ زاہد تو صرف ماؤ ہیو کے فون کا انتظار کر رہا تھا اور اسے بتایا گیا تھا کہ وہ انگریزی اچھی طرح بول سکتا تھا اس لئے زاہد نے کہا کہ اسے مترجم کی ضرورت نہیں ہے' اور جب آپریٹر لائن سے ہٹ گیا تو زاہد ہیلو۔ ہیلو ہی کرتا رہا' اور دوسری طرف سے اُسے کوئی جواب نہیں ملا۔ صرف ایک دو بار گہری سانسوں کی آواز اسے ضرور سنائی دی تھی اس کے بعد سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔

آخر فون کرنے والا کون تھا؟ کیا وہ ماؤ ہیو تھا جس نے کرنل زاہد سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر وہی تھا تو پھر اس نے کوئی بات کیوں نہیں کی....؟

اگر وہ ماؤ ہیو بھی نہیں تھا تو پھر کون تھا؟

کرنل زاہد سگار کے کش لگاتے ہوئے غور کرتا رہا اور گولڈن پارک کے قریب ٹہلتا رہا۔ انتظار کرتے کرتے بارہ بج گئے۔ لیکن ماؤ ہیو

وہاں بھی نہیں آیا اور نہ اس کا کوئی پیغام آیا۔ اب اس کا مطلب تھا کہ ماؤ صبح ہوٹل میں آکر اس سے ملاقات کرے گا۔
لیکن پھر بھی زاہد نے پندرہ منٹ وہاں اور ٹھہرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

وہ پندرہ منٹ بھی گزر گئے لیکن ماؤ ہیو نہیں آیا۔

زاہد نے سگار کا آخری کش لگایا اور واپسی کے لئے گھوم گیا۔ ٹھیک اسی لمحہ قریب سے گزرتا ہوا ایک شخص اس سے ٹکرا گیا۔ وہ پیئے ہوئے تھا اور اول فول بک رہا تھا۔ پھر اس نے بڑی صفائی سے زاہد کے ہاتھ میں ایک کاغذ کا پرزہ رکھ دیا اور لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

زاہد چوکنا ہو گیا اور کاغذ والا ہاتھ اس نے پھرتی سے اپنی جیب میں ٹھونس لیا اور تیزی سے ایک طرف روانہ ہو گیا۔

فوراً ہی اسے ٹیکسی مل گئی۔ راستے میں ٹیکسی کی مدھم روشنی میں وہ کاغذ کا پرزہ نکال کر پڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔ لکھا تھا۔

مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میری نگرانی کی جا رہی ہے۔ اس لئے وعدے کے مطابق میں گولڈن پارک میں آپ سے ملاقات کرنے نہیں آیا۔ میں خوف زدہ بھی ہوں اس لئے کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا۔ لہٰذا آپ فوراً مسجد اسٹریٹ کی فٹ پاتھ پر پہنچ کر میرا انتظار کریں۔ اگر میں نے کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا تو ایک بجے تک وہاں پہنچ جاؤں گا۔ ایک بجے تک اگر میں کسی وجہ سے نہیں آسکا تو میں پھر آپ سے ہوٹل میں رابطہ قائم کروں گا۔ آپ ہوٹل کے کلرک کو ہدایت کر دیں کہ اگر میں وہاں آؤں اور آپ وہاں موجود نہ ہوں تو میں آپ کے کمرے میں بیٹھ کر آپ کا انتظار کر سکوں۔ کیوں کہ میں زیادہ دیر تک لابی میں نہیں دکھائی دینا چاہتا۔

ماؤ ہیو

زاہد نے کاغذ کے کئی پرزے کئے اور باہر پھینک کر ٹیکسی ڈرائیور سے بولا۔ "مسجد اسٹریٹ چلو۔ لیکن ہوٹل کلارک ہوتے ہوئے۔"

ٹیکسی جب ہوٹل کلارک کے سامنے رکی تو زاہد اتر کر اندر کاؤنٹر پر گیا اور ڈیوٹی پر موجود کاؤنٹر کلرک سے کہا۔

"اگر کوئی مجھ سے ملنے آئے تو اسے فوراً میرے کمرے میں پہنچا دیا جائے۔ چاہے میں موجود رہوں یا نہیں۔"

"او کے سر۔"

زاہد باہر نکل کر پھر ٹیکسی میں سوار ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ مسجد اسٹریٹ کی فٹ پاتھ پر کھڑا تھا۔

یہ علاقہ گھنی آبادی والا تھا اور اس وقت بھی وہاں کافی چہل پہل دکھائی دے رہی تھی۔ زاہد سگار سلگا کر فٹ پاتھ پر کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگا۔ ایک بج کر دس منٹ ہو گئے لیکن ماؤ وہاں بھی نہیں پہنچا۔

زاہد نے وہاں سے پھر ٹیکسی پکڑی اور ہوٹل واپس آگیا۔

کاؤنٹر کلرک نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

"جناب آپ کے مہمان آگئے ہیں۔"

"ماؤ ہیو؟"

"یس سر۔ وہ آپ کے کمرے میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

زاہد لفٹ کے ذریعے اپنے کمرے میں پہنچا۔ اس کے کمرے کا دروازہ بند نہیں تھا اور اندر روشنی بھی نہیں ہو رہی تھی۔ زاہد نے دروازہ کھولا اور اندر قدم رکھتے ہی ٹھٹک کر رہ گیا۔

"ماؤ ہیو۔" زاہد نے حیرت سے پکارا۔

لیکن اس کی بات کا کوئی جواب نہیں ملا۔ اس نے سوئچ تلاش کر کے روشنی کر دی اجالا ہوتے ہی اس نے ماؤ ہیو کو دیکھ لیا۔ وہ نیچے فرش پر پڑا تھا اور اس کی چھاتی میں ایک خنجر دستے تک اندر گھسا ہوا تھا۔ اور خون اس کے چاروں طرف پھیل کر جم گیا تھا۔

کرنل زاہد محتاط انداز سے اس کے قریب پہنچا اور جھک کر اس کی نبض ٹٹولی۔ نبض غائب تھی لیکن کلائی ابھی تک گرم تھی جس کا مطلب تھا کہ اسے مرے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی ہے۔ ماؤ ہیو کی جیب سے ایک کاغذ بھی باہر جھانک رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ اسے جان بوجھ کر ایسے رکھا گیا ہے تاکہ نگاہ اسی پر پڑے۔

زاہد نے وہ کاغذ ماؤ کی جیب سے کھینچ لیا اور کھول کر دیکھا اس میں بڑے بڑے حرفوں میں لکھا تھا۔

"ماؤ ہیو غدار کا انجام تمہارے سامنے ہے، ہم خواہ مخواہ کسی کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنا نہیں چاہتے تم اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو فوراً سنگاپور سے دفع ہو جاؤ ورنہ مارشل تمہیں پاتال تک نہیں چھوڑے گا۔" اس کے نیچے کسی کا نام نہیں لکھا تھا۔

زاہد نے وہ پرچہ اپنی جیب میں رکھا اور ماؤ ہیو کی دوسری جیبیں ٹٹولنے لگا۔ ایک جیب سے ڈرائیونگ لائسنس برآمد ہوا۔ جس پر ماؤ ہیو کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ اور چائنا ٹاؤن کا پتہ لکھا ہوا تھا۔ جو یقیناً اس کے گھر کا پتہ ہوگا۔ زاہد نے وہ پتہ اپنے ذہن میں نوٹ کر لیا۔ اور لائسنس دوبارہ لاش کی جیب میں رکھ دیا۔

اس کے علاوہ ماؤ ہیو کے پاس سے اور کوئی کام کی چیز زاہد نہیں ہوئی۔ زاہد الگ ہٹ کر جلدی جلدی اپنا سامان سمیٹنے لگا۔ اور پھر سوٹ کیس سنبھال کر کمرے سے باہر نکلا۔ اور دروازہ بند کر کے کاؤنٹر کلرک کے پاس پہنچ کر بولا۔

"میرا بل بنا دو۔ میں جا رہا ہوں۔"

کاؤنٹر کلرک نے اسے حیرت سے دیکھا اور خاموشی سے بل بنا

کر اس کے سامنے کر دیا۔

زاہد بل ادا کر کے ہوٹل سے باہر نکل آیا۔

ٹیکسی نے کر وہ سیدھا سنگاپور کے ریلوے اسٹیشن پہنچا اور وہاں آدھ گھنٹہ بیٹھ کر سگار پھونکتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد وہاں آ کر ایک گاڑی رکی۔ مسافر اسٹیشن سے باہر نکلنے لگے۔ زاہد بھی اسٹیشن سے باہر نکل کر ان مسافروں کی بھیڑ میں شامل ہو گیا۔ اور ٹیکسی پکڑ کر سیدھا راکسی ہوٹل جا پہنچا جہاں اسے ایک کمرہ آسانی سے دستیاب ہو گیا۔

....

دوسری صبح زاہد نے اخبار پڑھ کر گہری سانس لی تھی اخبار میں ہوٹل کلارک کے ایک کمرے میں ہونیوالی قتل کی واردات جلی حرفوں میں شائع ہوئی تھی۔ اور پولیس کو زاہد نامی ایک ہندوستانی کی تلاش تھی جو قتل کے فوراً بعد ہوٹل چھوڑ کر اسٹیشن گیا تھا۔ پولیس کا خیال تھا وہ سنگاپور سے باہر چلا گیا ہے۔

ناشتہ سے فارغ ہو کر زاہد ہوٹل سے باہر نکلا اور ٹیکسی پکڑ کر چائنا ٹاؤن پہنچ گیا۔ وہ ماؤ بیو کا پتہ پوچھتا ہوا تنگ گلیوں میں آگے بڑھتا چلا گیا۔

زاہد ایک جگہ پہنچ کر ٹھٹھک کر رہ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا میدان تھا جس میں وہ تنگ گلی آ کر ختم ہو جاتی تھی اس کے سامنے ایک چوڑی سیڑھیوں والی گلی تھی۔ جس کے ارد گرد عمارتوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ بائیں طرف ایک چوڑی سڑک دکھائی دے رہی تھی جس پر پر معلوم سے تھوڑی دور ہٹ کر ایک کار کھڑی تھی۔ کار دیکھ کر زاہد چونکا تھا۔ یہ وہی پرانی کار تھی۔ جو کل ایئر پورٹ سے آتے ہوئے اس کا تعاقب کرتی رہی تھی۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی چینی بیٹھا تھا۔ جسے زاہد پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔

اسی لمحہ زاہد کو سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتا ہوا ایک دوسرا چینی دکھائی دیا۔ جسے وہ میوزیم کے دروازے پر دیکھ چکا تھا۔ زاہد خطرے کے احساس سے سنبھل گیا۔

موٹا چینی سیڑھیاں چڑھ کر سڑک پر آیا اور کار کی طرف بڑھا۔ اور دوسرے چینی کی بغل میں بیٹھ گیا۔ وہ اپنے ساتھی کو کچھ بتا رہا تھا دونوں پیچھے دیکھنے لگے اور اس کے بعد ارد گرد دیکھنے لگے۔ جیسے کسی کی تلاش ہو؟

کرنل زاہد نے تیزی سے میدان پار کیا اور سیڑھیاں طے کر کے گلی میں آ گیا۔ گلی میں ایک شخص سیڑھیوں کی طرف آ رہا تھا۔ زاہد نے اسے روک کر ماؤ بیو کے گھر کا پتہ پوچھا۔ اس شخص نے ایک گھر کی طرف اشارہ کر دیا۔

زاہد اس طرف بڑھ گیا۔

وہ چھوٹا سا مکان تھا جس کے بغل سے اوپر جانے کا زینہ بھی تھا۔ زاہد نے دروازے پر دستک دی۔ لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جواب میں اوپری منزل کی ایک کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان چینی لڑکی نے جھانک کر دیکھا۔

"ماؤ بیو؟" زاہد نے پوچھا۔

"وہ گھر پر نہیں ہے۔" لڑکی نے انگریزی میں جواب دیا۔ "تم نیچے آسکتی ہو؟"

لڑکی ایک لمحے کے لئے ہچکچائی اور پھر مڑ کر نیچے چلی آئی۔ "تم کیا چاہتے ہو؟"

"کیا تم ماؤ بیو کی رشتہ دار ہو؟" زاہد نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"کیا ماؤ بیو اس گھر میں اکیلا رہتا ہے۔"

"نہیں! اس کی بیوی تائی اس کے ساتھ رہتی ہے۔" لڑکی نے جواب دیا۔ "اور وہ اس وقت بازار گئی ہے۔"

"کیا ابھی کچھ دیر پہلے کوئی اور بھی اسے پوچھتا ہوا آیا تھا؟"

"ہاں! ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک موٹا چینی تائی کو پوچھ رہا تھا۔"

زاہد نے گہرا سانس لیا اور کہا "اور تم نے بھی اسے یہی بتایا کہ وہ بازار گئی ہے؟"

"جی ہاں۔" لڑکی نے کہا۔ "لیکن تم تائی سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

"حقیقت تو یہ ہے کہ میں ماؤ سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں اس کا دوست ہوں، اور بہت دور سے آیا ہوں۔"

"انتظار کرلو، تائی اب آتی ہوگی۔"

"کہاں انتظار کروں" زاہد بولا۔ "کیا سڑک پر؟"

لڑکی مسکرائی اور کہنے لگی "اگر تم ایک ڈالر دو تو تم اوپر میرے کمرے میں آسکتے ہو۔"

زاہد نے اسے دس ڈالر کا نوٹ دیا۔ لڑکی اتنی خوش ہوئی کہ اس نے زاہد کی کلائی تھام کر اسے اپنے ساتھ اوپر لے آئی۔

"تم یہاں اکیلی رہتی ہو؟"

"بالکل اکیلی" یہ کہتے ہوئے لڑکی نے اپنی بانہیں زاہد کے گلے میں ڈال دیں۔

"ایک منٹ" زاہد پیچھے ہٹتے ہوئے بولا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام تن ہے۔"

"اچھا نام ہے۔" زاہد نے کہا اور ایک کرسی گھسیٹ کر کھڑکی کے قریب بیٹھ گیا۔ یہاں سے وہ گلی، سیڑھیاں اور میدان تک دیکھ

سکتا تھا۔

تن بستر پر لیٹ گئی

"تم نے مجھے دس ڈالر بھی دیئے اور پھر بھی اتنی دور بیٹھے ہو۔"

"مم۔ میں تائی کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"بڑے بے سود مبر مرد ہو۔"

زاہد نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کیوں کہ اسی وقت اس نے ایک چینی عورت کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھ لیا تھا جس کے دونوں ہاتھوں میں تھیلے لٹکے ہوئے تھے۔

"دیکھو۔ کیا یہی تائی ہے؟"

لڑکی نے کھڑکی کے قریب آ کر دیکھا اور بولی "ہاں یہی ہے۔"

اسی وقت زاہد کو وہی موٹا چینی دکھائی دیا جو دھیرے دھیرے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا اور اس کی نگاہیں تائی پر لگی تھیں۔

کرنل زاہد ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تن۔" وہ جلدی سے بولا۔ "میں تمہارے پاس پھر آؤں گا۔ اب چلتا ہوں۔"

لڑکی نے حیرت سے دیکھا تھا اور زاہد تیزی سے دروازے سے نکل کر سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچ گیا۔ نیچے تائی کھڑی تھی۔

"تائی۔" زاہد اس سے جلدی جلدی کہنے لگا۔ "میں تمہارے شوہر ماؤ ہو کا دوست ہوں اور کچھ بتانے کا اس وقت موقع نہیں ہے۔ یہ تھیلے مجھے دو اور جلدی سے اپنے گھر کا دروازہ کھول کر ایک ڈنڈا تلاش کر کے مجھے دے دو۔"

ماؤ کی بیوی عقل مند تھی۔ اس نے زاہد سے کوئی سوال نہیں پوچھا اور بجلی کی تیزی سے بند دروازے کی طرف لپک گئی۔

وہ موٹا چینی کسی بھی لمحے وہاں آ سکتا تھا۔

تائی نے دروازہ کھولا اور فوراً اندر گھس گئی۔ زاہد بھی اس کے پیچھے ہی اندر داخل ہوا تھا۔ تائی نے فوراً دروازہ بند کر دیا۔

زاہد نے تھیلے ایک طرف رکھ دیئے۔ تائی اندر ایک جانب جھپٹی اور دوسرے لمحے ایک لوہے کی سلاخ لے کر آ گئی۔ زاہد نے وہ سلاخ اس کے ہاتھ سے لے لی اور انتظار کرنے لگا۔

"تم اخبار پڑھتی ہو؟" یکایک زاہد نے تائی سے سوال کیا۔

"نہیں۔"

"تو پھر میں تمہارے لئے کوئی اچھی خبر لے کر نہیں آیا۔" زاہد کہنے لگا۔ "پچھلی رات ہوٹل کلارک میں تمہارے شوہر کو قتل کر دیا گیا ہے اور قاتلوں میں سے ایک اس وقت یہاں آ رہا ہے۔۔۔۔ شاید تمہیں بھی ہلاک کرنا چاہتا ہے۔"

یہ سنتے ہی تائی کا چہرہ کورے کاغذ کی مانند سفید پڑ گیا اور وہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگی۔

"ابھی دروازے پر کوئی دستک دے گا" زاہد بولا "تم دروازہ کھولو گی، موٹے چینی کا دھیان تم اپنی طرف لگائے رکھنا، اور اسے اندر آ جانے دینا۔۔۔۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔"

تائی زاہد کا چہرہ تکتی رہی۔

اسی وقت دروازے پر دستک دی گئی۔ زاہد اور تائی کی نگاہیں ملیں۔ زاہد نے اسے اشارہ کیا۔ تائی گھبرائی ہوئی سی آگے بڑھی اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھولتے ہی وہ دو قدم پیچھے ہٹ گئی تھی۔

موٹا چینی اندر داخل ہو گیا۔

زاہد نے سلاخ والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور ٹھٹھک گیا۔ سامنے لگے ہوئے آئینے میں اس کی اور موٹے چینی کی نگاہیں مل چکی تھیں زاہد نے پھرتی سے لوہے کی سلاخ والا ہاتھ لہرایا۔۔۔۔ لیکن موٹا چینی پہلے ہی ہوشیار ہو چکا تھا۔ اس نے الگ ہٹ کر اس کا وار خالی دیا اور جب وہ گھوما تو اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور دکھائی دے رہا تھا۔

زاہد نے پھر بجلی کی سی تیزی سے وار کیا۔ لوہے کی سلاخ موٹے کی کھوپڑی سے ٹکرانے کی بجائے اس کے شانے پر پڑی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر دور جا گرا۔ زاہد کو پھر تیسرا وار کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ کیوں کہ موٹے چینی نے کسی بھینسے کی طرح اس کے ٹکر ماری تھی۔

یہ ٹکر اتنی زبردست تھی کہ زاہد لڑکھڑا کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا اور لوہے کی سلاخ بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔

کرنل زاہد نے سنبھل کر ایک گھونسہ موٹے کی کنپٹی پر رسید کر دیا۔ گھونسہ اتنا زوردار تھا کہ اس کے ہاتھ کی ہڈیاں تک جھنجھنا کر رہ گئیں۔ لیکن موٹے چینی پر اس کے گھونسے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

موٹے چینی نے جھپٹا مار کر زاہد کی کلائی دبوچ کر اتنی زور سے جھٹکا دیا کہ زاہد ربڑ کی گیند کی طرح دیوار سے جا ٹکرایا۔۔۔۔ زاہد کو اپنی ریڑھ کی ہڈی کے جوڑ کھلتے ہوئے معلوم ہوئے تھے اور آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا تھا۔

موٹا چینی ہذیانی انداز میں قہقہہ لگا کر اپنے دونوں بازو پھیلائے ہوئے زاہد کی طرف بڑھا۔ لیکن جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچا زاہد جھکائی دے کر ایک قلابازی کھا گیا اور لوہے کی سلاخ اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔

پھر اس سے پہلے کہ زاہد سلاخ اٹھا کر سیدھا ہو پاتا۔ موٹا چینی

کسی پہاڑ کی طرح اس پر آگرا، زاہد منہ کے بل فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود لوہے کی سلاخ اس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹی مگر موٹا چینی تو اس کی پیٹھ پر سوار ہو چکا تھا اور لوہے کی سلاخ والا ہاتھ اس کی گرفت میں آ چکا تھا۔ دوسرا ہاتھ اس نے زاہد کی گردن میں سانپ کی طرح لپیٹ دیا۔

زاہد کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس کی گردن کسی کولہو میں آ گئی ہو۔ وہ اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے اپنی پوری طاقت لگانے لگا لیکن موٹا اسے کسی مرغ بسمل کی طرح دبوچے ہوئے تھا۔ زاہد کی سانس رکنے لگی۔

اور تب ہی موٹے چینی کی گرفت کمزور پڑ گئی اور وہ کسی ریت کے بورے کی طرح زاہد کے اوپر سے ڈھلک کر نیچے گر پڑا۔

زاہد ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور گردن کو زور سے جھٹکا دے کر اس نے موٹے چینی کی طرف حیرت سے دیکھا۔ موٹے کی کنپٹی پر ایک سوراخ دکھائی دے رہا تھا جس میں سے تازہ تازہ خون ابل کر نیچے گر رہا تھا۔

تب زاہد کی نظریں تانی پر پڑیں اور وہ بھونچکا رہ گیا۔۔۔ تانی کے ہاتھ میں موٹے کا سائلنسر لگا ریوالور دبا ہوا تھا جس کی نال سے دھوئیں کی ایک پتلی سی لکیر لہراتی ہوئی نکل رہی تھی۔

"یہ تمہارے شوہر کے قاتلوں میں سے ایک تھا" زاہد اس سے کہنے لگا "تم نے اسے مار کر اچھا کیا ہے۔ لیکن یہ اکیلا نہیں تھا اس کا ایک ساتھی نیچے میدان میں موجود ہے وہ بھی کسی لمحہ یہاں آ سکتا ہے مجھے اس کا انتظام کرنے باہر جانا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو سنبھال لو۔"

تانی اپنا منہ چھپا کر رونے لگی۔

"تانی" زاہد اسے جھنجھوڑ کر بولا "جب تک میں باہر جا رہا ہوں تم اپنا سامان سمیٹ لو اور یہاں سے چلنے کے لئے تیار رہو، اب تمہارا یہاں اکیلے رہنا بہت خطرناک ہے"

"لیکن میں کہاں جاؤں گی!"

"یہ بعد میں سوچا جائے گا" زاہد نے کہا "یہ موٹا چینی تمہیں قتل کرنے آیا تھا۔ میں ابھی آتا ہوں۔ تم چلنے کی تیاری کرو"

کرنل زاہد یہ کہہ کر باہر نکل آیا۔

سیڑھیوں کے اوپری حصے پر سفید ہیٹ والا چینی بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اور سیڑھیوں کے قریب پہنچا تو ہیٹ والے چینی نے پہلی بار غور سے اسے دیکھا اور بری طرح چونک گیا۔ پھر دوسرے ہی لمحہ اس کا ہاتھ اپنی جیب میں سرک گیا تھا۔

زاہد نے بھی اپنے کوٹ کی جیب میں چھپے ریوالور پر اپنی گرفت مضبوط کر دی اور ہیٹ والے کی طرف بڑھتا رہا اور پھر سامنے جا کر کھڑا ہوا اور مسکرا کر بولا۔

"ہائی ڈیئر! مجھے پہچانا؟"

"کیا چاہتے ہو؟" ہیٹ والے نے بھنویں سکوڑ کر پوچھا

"میں مارشل سے ملنا چاہتا ہوں"

ہیٹ والا بری طرح چونکا تھا "تم کیا۔۔۔ بک رہے ہو؟"

"سنو" زاہد سخت لہجہ میں بولا "تمہارا وہ موٹا ساتھی ماؤ ہیو کے گھر میں مردہ پڑا ہے۔ میں تمہارا حشر بھی وہی کر سکتا ہوں لیکن میں تمہارے ذریعے پہلے مارشل سے ملنا چاہتا ہوں"

اسی وقت ایک سفید رنگ کی گاڑی ہوٹل سے اسٹارٹ ہوئی اور تیزی سے روانہ ہو گئی۔

"اس گاڑی میں کون تھا؟" زاہد نے پوچھا۔

لیکن سفید ہیٹ والا کچھ نہیں بولا۔ زاہد نے اس کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"کیا اس میں مارشل تھا؟"

سفید ہیٹ والے نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اگر وہ مارشل تھا تو اس تک میرا ایک پیغام پہنچا دینا" زاہد نے غصے سے کہا۔

"اس سے کہنا کہ وہ مجھے جو سمجھ رہا ہے۔ میں وہ نہیں۔ اُسے بتا دینا کہ وہ آج رات آٹھ بجے کنگ کانگ کلب کے سامنے ملے اور میرے ساتھ کوئی ہوشیاری دکھلانے کی کوشش نہ کرے اور نہ اپنے ساتھ اپنے گرگوں کو لے کر آئے۔ اس سے یہ بھی کہنا کہ ماؤ ہیو کی بیوی اس وقت میرے قبضہ میں ہے اور اس نے جو باتیں مجھے بتائی ہیں۔ اس سے وہ کافی خسارے میں رہ سکتا ہے، سمجھ گئے"

ہیٹ والا کچھ نہیں بولا۔ زاہد نے اسے دھکا دیتے ہوئے کہا

"اب دفع ہو جاؤ۔ ورنہ میرا ارادہ بدل بھی سکتا ہے"

* * *

تانی کو زاہد اپنے ساتھ کسی ہوٹل میں لے آیا تھا۔ اپنے کمرے کے برابر والا کمرہ دلوا دیا تھا۔ اس وقت دونوں باتیں کر رہے تھے۔

"تانی۔۔۔" زاہد بولا "ان لوگوں کا تمہیں قتل کرنے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے کہ تمہیں اپنے شوہر کے معاملات کا پورا علم تھا۔ وہ تمہیں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے اس لئے تم کہیں محفوظ جگہ پر چلی جاؤ"

"میں کہاں جا سکتی ہوں، یہاں میرا کوئی نہیں ہے اور جہاں میں جانا چاہتی ہوں۔ وہاں جا نہیں سکتی"

"کہاں جانا چاہتی ہو؟" زاہد نے پوچھا۔

"مکاؤ۔۔۔ میں غیر قانونی طور پر سنگاپور میں داخل ہوئی تھی۔ یہاں سے واپس جانے کے لئے مجھے جعلی کاغذات اور نقلی پاسپورٹ

کی ضرورت پڑے گی۔ اس کے لیے رقم کی ضرورت ہے ـــ اور
پھر کرایہ بھی چاہیئے اور میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔"
"یہ رقم میں تمہیں دوں گا۔" زاہد نے کہا "میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں ... لیکن اس کے بدلے تمہیں بھی میری مدد کرنا ہوگی۔"
"کیا ـــ؟"
"تمہیں مجھے ماؤ ہیو کے بارے میں سب کچھ بتانا ہوگا ـــ وہ کیا کام کرتا تھا؟"
"ٹیکسی چلاتا تھا۔" تانی کہنے لگی "کسی انجانے شخص کے لیے کام کرتا تھا جسے لوگ مارشل کے نام سے جانتے تھے۔"
"مارشل کون ہے؟"
"مجھے معلوم نہیں، اور نہ ماؤ اس کے بارے میں جانتا تھا وہ کہتا تھا کہ ہر کام مارشل کے نام سے ہوتا ہے لیکن مارشل کے لیے کام کرنے والے کسی بھی شخص نے مارشل کی شکل تک نہیں دیکھی ہے۔"
"اور کام کیا ہوتا تھا؟" زاہد نے پوچھا۔
"کام تھا کہ سنگاپور میں چینی ایجنٹوں سے رابطہ قائم کرتا اور انہیں ہتھیار سپلائی کرتا جو ہندوستان بھیجے جاتے تھے۔"
"ہندوستان میں کس جگہ؟"
"ہندوستان اور برما کی سرحد پر ماؤ ہیو اور اس کے ساتھی ـــ یہ ہتھیار لے جاتے تھے، وہاں سے یہ ہتھیار ناگالینڈ پہنچتے ہیں۔"
"کیا تمہیں معلوم ہے کہ ماؤ ہیو نے ہندوستان سے رابطہ قائم کر کے ایک سودا کیا تھا جس کی رو سے وہ پچاس ہزار ڈالر لیکر ہمیں کچھ راز دینے والا تھا؟"
"مجھے معلوم ہے اور میں اس سودے کے حق میں نہیں تھی ـــ لیکن ماؤ غریبی کی زندگی سے اُکتا چکا تھا، اور مالدار بننا چاہتا تھا۔"
"اور اس کی خبر مارشل کو مل گئی جس نے اسے راستے سے ہٹا دیا تانی! اب میری بات غور سے سنو! اگر تمہیں کچھ معلوم ہے تو ہمیں بتا کر ـــ وہ پچاس ہزار ڈالر کی رقم تم حاصل کر سکتی ہو۔"
"میں جو کچھ جانتی ہوں وہ آپ کو بتا سکتی ہوں۔"
"پہلے میری پوری بات سن لو۔ ہمیں پتہ چلا ہے کہ ہندوستان کے باغی ناگاؤں اور نکسل وادی گروپ کو چین کی مدد حاصل ہے۔ مارشل نام کا آدمی چین کی سرکار سے گٹھ جوڑ کر چکا ہے۔ جسے توڑ پھوڑ کے لیے چین کی طرف سے گولہ بارود ملتا ہے جو سنگاپور سے برما پہنچا دیا جاتا ہے مارشل تک پہنچنے کے لیے ماہیو ایسا آدمی تھا۔ جو ہمارے کام آسکتا تھا لیکن وہ ختم کر دیا گیا۔"
"ماؤ نے کچھ اور بھی بتایا تھا؟" تانی نے پوچھا۔
"ہاں اس نے مجھے بتایا تھا کہ مارشل آج کل سنگاپور میں ہے اور اسے گولہ بارود کا ایک بڑا ذخیرہ ملنے والا ہے جسے وہ اپنے معتمد آدمیوں کے ذریعے ہندوستان لے جانے والا تھا جو اگر غلط ہاتھوں میں پہنچ جائے تو ہندوستان کی سرکار مشکل میں پڑ سکتی ہے۔ ہم ماؤ اور مارشل کے ذریعے اسٹاک تک پہنچنا چاہتے تھے۔"
"مارشل کو آج تک کسی نے نہیں دیکھا"
"کسی نے تو دیکھا ہوگا ـــ؟"
"جو اس کا دعویٰ کرتے ہیں وہ جھوٹ بولتے یا پھر وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ کسی غلط آدمی کو مارشل سمجھ بیٹھے ہوں ـــ"
"ماؤ ہیو نے تمہیں اس بارے میں کچھ بتایا تھا؟"
"ہاں، اس نے بتایا تھا کہ مارشل سنگاپور میں ہے۔ وہ کہاں ہے اور کون ہے۔ اس بارے میں نہیں بتایا۔" تانی نے جواب دیا۔
زاہد نے کہا "اس نے تمہیں یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ روپے کے لالچ میں ہندوستانی ایجنٹوں کو مارشل کے بارے میں غلط اطلاع فراہم کر رہا ہے۔ انہیں دھوکہ دے رہا ہے؟"
"نہیں ـــ" تانی نے کہا "ماؤ مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتا تھا۔ ضرور اسے کہیں سے بھنک ملی ہوگی کہ مارشل سنگاپور آ رہا ہے۔"
زاہد نے اپنا سگار سلگایا اور کش لگا کر کہنے لگا "ہم کسی بھی حالت میں مارشل کو پکڑنا چاہتے ہیں ـــ اب تم بتاؤ اس مسئلہ میں تم ہماری کیا مدد کر سکتی ہو؟"
"میں مارشل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں گی۔" تانی نے کہا۔
"کیسے ـــ؟"
"میں جس عمارت میں رہتی ہوں اسی کے اوپر کمرے میں ایک لڑکی تن رہتی ہے۔ اس کا ایک بھائی ہے کنگ فو ... مارشل کا ایجنٹ ہے۔ کنگ فو میرے اوپر بری طرح لٹو ہے۔ وہ ماؤ سے بہت ڈرتا تھا اسلئے وہ اظہارِ عشق کی ہمت نہیں کر سکا ـــ خیر وہ ماؤ سے زیادہ مارشل کا پرانا ساتھی ہے۔ میں اس سے بہت معلومات حاصل کر سکتی ہوں۔"
"کیا تم یہ کر سکتی ہو ـــ؟"
"بے شک! ان لوگوں نے میرے شوہر کا خون کیا ہے۔ میں اگر انہیں کسی بھی طرح کوئی بھی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوگئی تو اُسے میں اپنے شوہر کی موت کا انتقام سمجھوں گی۔"
"کنگ فو اس وقت کہاں ہے؟"
"آج کل وہ سنگاپور میں نہیں ہے، لیکن آنے والا ہے ـــ اپنی بہن تن کے پاس ہی رہتا ہے۔"
"تمہارا وہاں جانا خطرناک تو نہیں؟" زاہد نے کہا۔

"نہیں" تانی نے جواب دیا "جو لوگ مجھے قتل کرنے آئے تھے وہ اب خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے کہ دوبارہ میں دوبارہ بھی واپس لوٹ سکتی ہوں۔ ویسے میرا ارادہ ٹن کے ساتھ رہنے کا ہے۔ وہ دن بھر اپنے کمرے پڑی رہتی ہے اور اسے اس بات کا کوئی علم نہیں ہے کہ اس کا بھائی کیا کام کرتا ہے۔ میں اس کے ساتھ بالکل محفوظ رہوں گی اس کے علاوہ وہاں کنگ فو سے تعلق پیدا کرنے میں بھی آسانی ہوگی۔"

کرنل زاہد نے اپنی جیب سے اسے موڑا ہوا کر نوٹ نکال کر دیا اور بولا۔

"شاید تمہیں روپوں کی ضرورت پڑے اسے رکھ لو۔"

تانی نے روپے اپنے پاس رکھ لیے۔ زاہد اٹھ کر ٹولو کو فون کرنے لگا۔ اسے مارشل سے ہونے والی ملاقات کا انتظام کرنا تھا۔

٭ ٭ ٭

کنگ کانگ کلب کے سامنے سناٹا چھایا ہوا تھا۔

ٹھیک آٹھ بجے ایک جانب سے ایک ٹیکسی اس کے سامنے آکر رکی۔ اسی وقت مخالف سمت سے دو کاریں نمودار ہو کر ٹیکسی سے کچھ فاصلے پر رک گئیں۔ ان میں ایک اسٹیشن ویگن بھی تھی۔

اسٹیشن ویگن کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ٹولو نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے کرنل زاہد کی طرف دیکھا۔ زاہد نے گھڑی میں وقت دیکھا اور اطمینان سے اپنا سر ہلایا۔ ٹولو نے اسٹیشن ویگن کی لائٹیں جلا دیں، اور پھر لائٹ سے مخصوص اشارہ کیا۔

دور کھڑی ٹیکسی کے ڈرائیور نے بھی ڈپر مار کر جواب دیا۔ ٹولو نے اندرونی حصے میں بیٹھے ہوئے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا۔ فوراً ہی پانچ آدمی گاڑی سے اترے اور قطار بنا کر کھڑے ہو گئے۔ وہ سب اسٹین گنوں سے مسلح تھے۔

سامنے کی ٹیکسی سے بھی پانچ آدمی اترے اور وہ بھی اپنے ہتھیار سنبھال کر وہیں پر کھڑے ہو گئے۔

پھر ہاتھ میں ایک مشین گن لئے ٹولو ویگن سے باہر کودا۔ اور چیتے جیسے انداز میں آگے بڑھا اور دس قدم آگے چل کر رک کر کھڑا ہو گیا۔

اس کے بعد کرنل زاہد ویگن سے باہر نکلا تھا۔

سامنے ٹیکسی میں سے ایک دراز قد شخص باہر نکلا جو اوورکوٹ پہنے ہوتے تھا اور سر پر فلیٹ ہیٹ اس طرح لگا رکھی تھی جس سے اس کا نصف چہرہ چھپ گیا تھا

زاہد نے اطراف کا جائزہ لیا اور آگے بڑھنے لگا

دونوں جانب کھڑے مسلح آدمی بہت زیادہ چوکنے اور ہوشیار دکھائی دے رہے تھے۔ کسی بھی طرف سے کوئی بھی غلط حرکت ہونے پر آگ برسنی شروع ہو سکتی تھی۔ .... زاہد اور اوورکوٹ والا دونوں قریب جا کر رک گئے۔

چند لمحوں تک ماحول پر قبرستان جیسا سناٹا چھایا رہا۔

"کرنل زاہد" اوورکوٹ والا بڑبڑایا۔

"ہاں! کیا تم مارشل ہو۔" زاہد نے نیم تاریکی میں اس کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "اپنا ہیٹ اتارو۔"

"وہاٹ" مارشل اچھل پڑا تھا۔

"ہاں! اپنا ہیٹ اتارو"

اوورکوٹ والا چند لمحوں تک کھڑا گھورتا رہا۔ پھر اس نے ایک گہرا سانس لے کر اپنا ہیٹ اتار کر اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"اب کالر نیچے گراؤ" زاہد خشک لہجہ میں بولا۔

اوورکوٹ والے نے مسکرا کر اپنے کالر بھی الٹ دیے۔ زاہد نے دیکھا وہ ایک سانولے رنگ کا ادھیڑ عمر شخص تھا۔

"اوکے مارشل" زاہد نے کہا "میٹنگ برخواست" یہ کہتے ہوئے زاہد جانے کے لئے گھوم گیا۔

"ٹھہرو" اوورکوٹ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

زاہد ٹھٹک کر رک گیا اور جان کر زیادہ دیر لگاتے ہوئے وہ دھیرے دھیرے اس کی طرف گھوما اور اوورکوٹ والے کو گھورنے لگا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

"یہ بات تو مجھے تم سے کہنا چاہیئے" زاہد بولا "کیا میں نے تمہارے اس سفید ہیٹ والے بندر کو نہیں بتا دیا تھا کہ میں مارشل کے علاوہ کسی اور سے ملنا بھی نہیں چاہتا۔ میں یہاں مارشل کی آمد کا منتظر تھا لیکن اس نے یہاں اپنے کسی چمچے کو بھیج دیا۔"

"کیا سمجھتے ہو، میں ہی مارشل ہوں۔" اوورکوٹ والا غرایا تھا۔

زاہد نے ایک مضحکہ خیز قہقہہ لگایا تھا "اگر تم مارشل ہو تو میں چیانگ شیک کا ہی ہوں۔ کیوں میرا وقت برباد کر رہے ہو۔ خود کو مارشل ظاہر کر کے مجھے دھوکہ دینے کی چال کامیاب نہیں ہوگی۔"

"اب میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ میں ہی مارشل ہوں۔"

"کوئی ضرورت نہیں۔" زاہد ہاتھ اٹھا کر بولا "اس لئے تم واپس جا کر مارشل کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرو کہ اس کا یہ حربہ مجھ پر نہیں چل سکتا۔"

"تم مارشل کو جانتے ہو؟"

"نہیں۔"

"پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں مارشل نہیں ہوں۔"

"اس وقت میں بحث نہیں کرنا چاہتا" زاہد نے کہا "اور نہ یہ راز ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ میں کیسے مارشل کو جانتا ہوں۔"

"تمہارے پاس یہی جواب ہو سکتا ہے کہ تمہیں ماذیو نے مارشل

کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے ——

—— لیکن ماؤ ہیو بھی مارشل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔"

"کیا اس نے تمہیں بھی کبھی نہیں دیکھا تھا؟" زاہد نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! اب تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو؟" اوورکوٹ والے نے گہرا سانس نکالا تھا۔

"اب تم اگلی دو کہ تم مارشل نہیں ہو۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"پہلے اقرار کرو کہ تم مارشل نہیں ہو۔" زاہد نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" اوورکوٹ والا شکست خوردہ آواز میں بولا۔ "میں مارشل نہیں ہوں، لیکن تم کون ہو؟"

"یہ بات میں صرف مارشل کو بتاؤں گا۔" زاہد نے کہا۔ "تم جا کر اس سے کہو کہ مجھ سے ملنے میں اس کی بھلائی ہے۔"

"تم دھوکہ دے رہے ہو، یہ مارشل کے پاس پہنچنے کے لئے یہ پٹی پڑھا رہے ہو۔ تم کوئی ایسی بات جانتے ہو جس میں مارشل کی بھلائی ہے —— کیوں ——؟"

زاہد نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "تم ماؤ ہیو کی بیوی کو کیوں بھول جاتے ہو۔ بیوی شوہر کی رازدار ہوتی ہے، اس کی بیوی بہت کچھ جانتی ہے اور یہ بات تم لوگ بھی خوب اچھی طرح جانتے ہو۔ ورنہ تم اس کے قتل کا پلان ہرگز نہ بناتے —— اس وقت وہ میرے قبضہ میں ہے وہ مارشل کے کئی ساتھیوں کو بھی جانتی ہے۔"

"ہم بہت جلد اس کو تلاش کر لیں گے۔" اوورکوٹ والا بولا —— "سنگاپور میں کسی شخص کا ہماری آنکھوں سے دیر تک چھپا رہنا آسان نہیں۔ وہ بہت ہی بے رحم موت ماری جائے گی مسٹر زاہد۔"

"اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔" زاہد نے کہا۔ "کیا تم ہمیں کمزور سمجھتے ہو؟"

اوورکوٹ والے نے ٹونڈا اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ پھر وہ زاہد سے بولا۔ "سنو مسٹر، تم مارشل سے ملنے کا مقصد نہیں بتاؤ گے تو تم نہیں مل سکتے۔ یہ تمہاری بھول ہے، مارشل خود مجھ سے ملنے کے لئے بے قرار ہو جائے گا، جاؤ اس سے جا کر کہہ دو کہ کل رات اسی وقت اسی جگہ وہ آکر ملاقات کرے۔"

یہ کہتے ہوئے زاہد واپسی کے لئے گھوم پڑا تھا۔

"میری بھی ایک بات سنتے جاؤ۔" اوورکوٹ والا جلدی سے بولا۔

زاہد ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا۔

"کوئی بھی شخص مارشل سے ٹکرا کر زندہ نہیں بچا ہے، تمہارا انجام بھی مجھے اچھا نہیں لگتا ہے۔"

"تم فکر مت کرو دوست —— گڈ بائی۔" زاہد —— تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ گیا۔

جب تک زاہد اور اس کے ساتھی اپنی گاڑی میں نہیں بیٹھے —— اوورکوٹ والا اپنے ساتھیوں سمیت چوکنا کھڑا رہا تھا۔

❊ ❊ ❊

کرنل زاہد نے اپنے کمرے میں پہنچ کر ڈنر کا آرڈر دیا۔ ٹونڈا اور اس کے ساتھی اسے ہوٹل میں چھوڑ کر رخصت ہو گئے تھے اور وہ سیدھا اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔ لیکن آنے سے پہلے اس نے تانی کے کمرے میں جا کر دیکھا تھا۔ وہ ابھی تک واپس نہیں لوٹی تھی۔

زاہد کپڑے بدل کر آرام کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔"

"مسٹر زاہد۔" ایک گھبرائی ہوئی آواز نے کہا۔ "میں تانی بول رہی ہوں۔"

"کہاں سے؟"

"ہوٹل کی لابی سے اور ابھی ابھی واپس آئی ہوں —— ہوشیار زبردست خطرہ ——"

"کیسا خطرہ ——؟"

"پولیس ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیر رہی ہے۔" تانی بتا رہی تھی۔ "میں نے ایک انسپکٹر کو کاؤنٹر کلرک سے آپ کے بارے میں پوچھتے سنا تھا۔ وہ کمرہ نمبر پوچھ رہا تھا اور اب وہ سیڑھیوں کے ذریعے اپنے ساتھیوں سمیت آپ کے کمرے کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ فوراً نکلئے۔"

زاہد ایک جھٹکے کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ ریسیور اس نے پھینکا اور اپنا کوٹ پہنتے ہوئے تیزی سے باہر کی طرف بھاگا۔ سوٹ کیس اور دوسرے سامان کی فکر کرنے کا موقع نہیں تھا۔ کوٹ میں اس کی ضرورت کی بہت سی چیزیں موجود تھیں۔ پاسپورٹ، رقم، چیک اور ریوالور وغیرہ۔ سیڑھیوں کی طرف سے بھاری بھاری قدموں کی آواز تیزی سے آ رہی تھی۔

زاہد گیلری میں بھاگنے لگا۔ لیکن بھاگنے سے پہلے اس نے کمرے کا قفل لگا کر چابی ایک طرف اچھال دی تھی۔ وہ دوسری منزل کی طرف —— جانے والے راستے کی طرف بھاگ رہا تھا۔

جب وہ اوپر جانے کے لئے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا تو پولیس اس کے دروازے پر زور زور سے دستک دے رہی تھی۔

وہ بال بال بچا تھا اگر عین موقع پر تانی اسے ہوشیار نہ کر دیتی تو زاہد کا پولیس کے شکنجہ میں پھنس جانا یقینی تھا۔

زاہد سوچنے لگا، یقیناً مارشل کے آدمیوں نے اس کو ہوٹل میں تلاش کر لیا ہوگا اور اس کی موجودگی کی اطلاع پولیس کو دے دی ہوگی۔

پولیس کو اس کی مادّ ہیوم کے سلسلہ میں ضرورت تھی۔ اس لیے وہ لاؤڈ سپیکر سمیت چڑھ دوڑی تھی۔

زاہد دوسری منزل پر پہنچ گیا اور ایک کھڑکی سے سر نکال کر نیچے جھانکنے لگا۔

اسے ہوٹل چاروں طرف پولیس ہی پولیس دکھائی دی۔ وہ ایک گہری سانس لے کر پیچھے ہٹ گیا۔

اب اسے فوراً ہی کچھ کرنا چاہیئے تھا۔

زاہد کو اچانک گیلری میں ایک ویٹر دکھائی دیا جو وردی میں ملبوس، ہاتھ میں ٹرے اٹھائے ہوئے آ رہا تھا۔

"ویٹر—" زاہد نے اسے پکارا۔

ویٹر ٹھٹھک کر رک گیا۔ زاہد تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا اور سنجیدگی سے بولا۔

"تم کیسے آدمی ہو تمہیں اتنا بھی ہوش نہیں کہ تمہاری ٹانگ پر کنکھجورا چڑھ رہا ہے۔"

ویٹر بوکھلا کر نیچے دیکھنے لگا تھا۔

زاہد نے ایک چانٹا ہاتھ اس کی گردن پر مارا۔ ویٹر کسی ریت کے بورے کی طرح نیچے ڈھیر ہو گیا۔ ٹرے الٹ کر گیلری میں بچھے قالین پر گری تھی۔ اس لیے آواز پیدا نہ ہوئی۔

بجلی کی سی پھرتی سے زاہد نے ویٹر کی بغلوں میں ہاتھ ڈالے اور اسے گھسیٹتا ہوا ایک گوشے میں لے گیا اور اسے ڈال کر واپس آیا۔ اور فرش پر ٹرے اور اس کا سامان سمیٹ کر باتھ روم میں چلا گیا۔ بعد کو وہ ویٹر کو بھی وہیں کھینچ لے گیا۔

باتھ روم میں اس نے ویٹر کی وردی اتار کر اپنے کپڑوں کے اوپر ہی پہن لی اور ریوالور نکال کر ویٹر کے بند گلے کے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا اور ٹرے اٹھا کر باتھ روم سے باہر لے آیا۔

زاہد ٹرے کندھے سے اوپر اٹھائے آگے بڑھنے لگا۔ ایک موڑ گھوم کر وہ دوسری گیلری میں پہنچا وہاں سروس ایلی ویٹر کی موجودگی کی اسے پہلے ہی خبر تھی۔ سروس ایلی ویٹر کے قریب پہنچکر زاہد نے جانے کا بٹن دبا دیا۔

چند لمحوں بعد لفٹ اوپر آ کر رکی اور زاہد نے دروازہ کھولا اور ٹھٹھک کر رہ گیا۔ لفٹ کے اندر ایک سپاہی موجود تھا۔ دوسرے ہی لمحہ وہ مسکرا کر لفٹ میں داخل ہو گیا۔

سپاہی نے اس میں کوئی دلچسپی نہیں دکھائی تھی۔ لفٹ تیزی سے نیچے جانے لگی۔ زاہد سانس روکے کھڑا رہا۔

لفٹ نیچے جا کر رک گئی۔ زاہد نے دروازہ کھولا۔ نیچے بھی چار سپاہی موجود تھے۔ لیکن زاہد کی طرف انہوں نے بھی توجہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی اس لئے زاہد اطمینان سے باہر نکل آیا۔

زاہد وہاں سے لان میں آیا۔ وہاں بھی مسلح سپاہی چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ لیکن زاہد کو ان سے زیادہ ان ویٹروں سے خطرہ تھا جو وہاں موجود لوگوں کو سرو کرتے پھر رہے تھے۔ ان کی وجہ سے زاہد کا پردہ فاش ہو سکتا تھا۔

⁂

لان میں پہنچکر زاہد میزوں کے درمیان سے گذر کر باہر کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ اس کی خوش قسمتی ہی تھی جو وہ لان میں سے گذر کر باہر کے دروازے تک پہنچ گیا اور کسی نے اسے ٹوکنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

زاہد نے ایک خالی میز پر ٹرے رکھ دی اور محتاط نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ ہوٹلوں کے اردگرد جہاں تک اس کی نگاہ جاتی تھی وہاں وہاں اسے پولیس کے جوان ہی کھڑے دکھائی دیئے۔ ایسا لگتا تھا جیسے سنگاپور کی پولیس نے اسے نہایت خطرناک مجرم سمجھ لیا ہو۔

ایک لمحہ کو وہ جھجکا اور دوسرے ہی لمحہ تیزی سے جھاڑیوں کی باڑ پھاند کر لان کے پار پہنچ گیا۔ وہ کئی لمحوں تک لان کے پیچھے اس انتظار میں بیٹھا رہا کہ کہیں کسی نے اسے دیکھ نہ لیا ہو۔

زاہد مطمئن ہو کر جھکے جھکے ہی انداز میں کافی آگے نکل گیا۔ پھر موڑ مڑتے ہی جو پگ ڈنڈی اسے ڈھلان سے اترتی دکھائی دی۔ وہ اس پر تیزی سے بھاگ لیا تھا۔

اس پگ ڈنڈی نے زاہد کو ہوٹل سے کوئی دو فرلانگ دور نیچے پکی سڑک پر لا کھڑا کیا۔ اب وہ اطمینان سے سڑک پر چلنے لگا۔ ابھی وہ چند قدم آگے بڑھا ہو گا کہ پیچھے سے ایک سیاہ رنگ کی گاڑی کی ہیڈ لائٹس نے سڑک کو روشنی سے نہلا دیا۔

زاہد گھبرا سا گیا اور پھر تیزی سے ایک درخت کی اوٹ میں اس نے پناہ لی تھی۔

گاڑی اس کے قریب آ کر رک گئی اور کسی نے پکارا۔

"مسٹر زاہد۔"

زاہد آواز سن کر چونک پڑا۔ گاڑی میں تانی بیٹھی ہوئی تھی اور اسے آواز دے رہی تھی۔

زاہد تیزی سے درخت کی اوٹ سے نکلا اور جا کر گاڑی میں تانی کے برابر بیٹھ گیا۔ تانی نے فوراً گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔

پیچھے اب پولیس کی سیٹیوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔

"یہ کار..." زاہد حیرت سے بولا۔

"میں نے چرائی ہے۔" تانی نے کہا "جب تم پولیس کو اپنے کمرے میں نہیں ملے تو میں سمجھ گئی کہ تم کسی طرح نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہو۔ میں نے سوچا کہ تم سڑک پر ہی ملو گے اور تمہیں مدد کی ضرورت ہو گی۔"

"تمہارا بہت بہت شکریہ تانی۔!" زاہد نے اس کی طرف دیکھا

"لیکن تقدیر نے میرا پوری طرح ساتھ نہیں دیا۔ کار کے مالک نے جو چند لمحوں کے لئے ہوٹل کے اندر گیا تھا۔ مجھے کار لے کر بھاگتے دیکھ لیا اور فوراً شور مچا دیا۔ جس کے نتیجے میں پولیس میرے پیچھے لگ گئی ہے۔"

"اوہ۔۔۔" زاہد نے گہرا سانس لیا تھا۔

"اگر ہم کسی بھی طرح گھنی آبادی والے علاقے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر بچ نکلنے کی کافی امید ہے۔"

زاہد نے گھوم کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ پیچھے سے سائرنوں کی آوازیں آ رہی تھیں لیکن ابھی تک کوئی گاڑی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

تانی کافی تیز رفتاری سے گاڑی چلا رہی تھی۔

زاہد نے اپنے اوپر لدی ہوئی ویٹر کی وردی اتار کر پھینک دی۔ اور ریوالور ہاتھ میں لے لیا۔ وہ پوری طرح ہوشیار تھا۔

کار ایک چوراہے پر پہنچی اور پھر پوری رفتار سے دائیں طرف گھوم گئی۔

اسی لمحہ ایک جانب سے فلائنگ اسکواڈ کے ہارن کی آواز تیزی سے سنائی دینے لگی۔

تین پولیس گاڑیاں تیزی سے اس کے پیچھے آ رہی تھیں تانی نے گاڑی ایک دوسری سڑک پر موڑ دی۔ وہ کافی ہوشیاری سے ڈرائیونگ کر رہی تھی۔ آگے جلدی جلدی نمودار ہونے والی چھوٹی چھوٹی گلیاں تھیں۔ جن میں سے کسی ایک پر وہ اپنی گاڑی گھما لیتی تھی۔

اب ان کی گاڑی گھنی آبادی والے علاقے میں بھاگ رہی تھی۔ اور وہاں کی سڑکوں پر کافی رش تھا۔

زاہد نے جلدی سے کہا "تانی! یہاں ہم پولیس کی طاقتور انجن والی گاڑیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمیں اپنی گاڑی چھوڑ دینی چاہیے۔"

"ٹھیک ہے" تانی نے کہا۔

ایک پولیس گاڑی ان کی گاڑی سے اب صرف پچاس گز دور رہ گئی تھی تب اچانک اس میں سے ایک فائر ہوا۔

تانی نے گاڑی کو اتنی تیزی سے ایک طرف موڑا کہ سڑک پر کار کے ایک جانب کے پہیے اوپر اٹھ گئے اور گاڑی کی سائڈ ایک بجلی کے کھمبے سے ٹکرا کر ایک دم گھوم گئی اور مخالف سمت کی فٹ پاتھ پر جا چڑھی۔ فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے لوگ زور سے چلاتے اور ادھر ادھر کائی کی طرح پھٹ گئے۔۔۔ زاہد کو ایسا محسوس ہوا جیسے کار تانی کے کنٹرول سے باہر ہو کر سامنے دکان کے شیشے توڑتی ہوئی اندر گھس جائے گی لیکن تانی نے بلا کی پھرتی سے کار کو عمارت سے ٹکرانے سے بچا لیا اور رکتے ہوئے چیخی۔

"بھاگو!"

زاہد انجام کی پروا کئے بغیر کار کا دروازہ کھول کر باہر کود گیا۔ اس کا جسم دھڑام سے سڑک سے ٹکرایا۔ اس نے دو تین قلابازیاں کھائیں اور سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔ ریوالور اس کی گرفت میں تھا۔

گاڑی رکتے رکتے ہی کسی سے ٹکرائی اور کوئی دردبھری آواز میں چیخا۔ پولیس کی گاڑی اس کے پاس پہنچ کر رک گئی اور سپاہی کود کر کار کی طرف دیکھنے لگے۔ زاہد نے دیکھا گاڑی خالی ہے، اور تانی دکھائی نہیں دے رہی تھی

اچانک زاہد کے پیچھے ایک راہگیر زور سے چیخا۔ وہ اس کی طرف اشارہ کر کے پولیس کو اپنی زبان میں کچھ بتا رہا تھا۔

زاہد بھیڑ کو چیرتا پھاڑتا پھر بھاگ کھڑا ہوا۔

☆ ☆ ☆

ریوالور زاہد کے ہاتھ میں تھا۔ اسی لئے کوئی بھی شخص اسے پکڑنے کی ہمت نہیں کر پایا تھا پولیس کی سیٹیاں چاروں طرف گونج رہی تھیں۔

کرنل زاہد ایک ریسٹورنٹ میں گھس گیا اور میزوں کے درمیان سے گزرتا پچھلے دروازے کی طرف بھاگا اور تیزی سے دروازے کے باہر نکل گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ ایک ٹیکسی پاس ہی کھڑی تھی۔ اس نے جلدی سے اس کا اگلا دروازہ کھولا اور ٹیکسی میں بیٹھ گیا اور بغل میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے بولا۔

"چلو۔"

ڈرائیور آرام کرنے کے موڈ میں تھا۔ لیکن جب زاہد نے ریوالور کی نال اس کی کنپٹی سے لگائی تو اس میں جیسے بجلی کا کرنٹ دوڑ گیا اور وہ تیزی سے ٹیکسی اسٹارٹ کر کے بھگانے لگا۔

زاہد نے اس سے یہ پوچھنے کی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ کدھر جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد اسے سمندر دکھائی دینے لگا۔

"بس! یہیں روک دو۔"

ٹیکسی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ زاہد نے اس کی طرف پانچ ڈالر کا نوٹ اچھالا اور ٹیکسی سے باہر نکل آیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نوٹ لے کر وہاں سے یوں بھاگا تھا جیسے اس نے بھوت دیکھ لیا ہو۔

ریوالور جیب میں رکھ کر زاہد دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگا۔ بندرگاہ کا علاقہ تھا۔ سڑک کے دوسری طرف بڑے بڑے گودام دور تک پھیلے ہوئے تھے اور آدھی رات کو بھی وہاں کام ہو رہا تھا۔ جہازوں سے مال اتار کر گوداموں میں پہنچایا جا رہا تھا۔

زاہد آگے بڑھتا ہوا ایک ایسے گودام کے قریب پہنچا جہاں بھیڑ بھاڑ کم تھی۔ صرف تین آدمی بڑی بڑی پیٹیاں لڑھکاتے پھاٹک کے اندر خالی

جگہ کی طرف لے جا رہے تھے۔

زاہد نے ادھر دیکھا اور خاموشی سے گودام کے اندر سرک گیا اور دیوار کے سہارے سے چپکے چپکے آگے بڑھتا ہوا ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں گٹھڑوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا وہ ان کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔

پیٹیاں اپنی جگہ پر رکھ کر وہ تینوں آدمی پھاٹک سے باہر نکل گئے اور اسی وقت باہر سے پھاٹک ـــ بند کر دیا گیا۔

گودام کے اندر اندھیرا چھا گیا۔ زاہد کی حالت اب اس چوہے کی مانند تھی جو خود بخود چوہے دان میں آ گیا ہو۔ اس کو اندازے کی غلطی ہوئی ہوئی تھی وہ سمجھا تھا کہ گودام رات بھر کھلا رہے گا اور وہ کسی وقت بھی وہاں سے کھسک جائے گا لیکن اب وہ پھنس چکا تھا۔

ابھی زاہد کوئی فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ اسے پہلے دور سے اور بعد میں قریب سے پولیس سائرن کی آواز سنائی دینے لگی... یہ یقیناً اسی ٹیکسی ڈرائیور کی حرکت ہوگی ـــ زاہد نے سوچا اور اب وہ سارے علاقے کی کڑی تلاشی لے گی۔ وہ بے چین ہو گیا۔

زاہد کی توجہ اچانک چھت کی طرف مبذول ہو گئی۔ سینما ہال جیسی چھت بہت اونچی تھی اور بڑے بڑے گاڈر لگے ہوئے تھے۔ کچھ سوچ کر زاہد اٹھا اور ایک ڈھیر سے اس نے مضبوط رسی اٹھائی اور اپنی کمر کے گرد لپیٹنے لگا۔ اس کے بعد لوہے کے کھمبے کے اوپر چڑھنے لگا۔ تقریباً بیس فٹ اوپر گاڈر لگا ہوا تھا جس تک وہ کافی مشکل سے پہنچ سکا اور اس کے اوپر لیٹ گیا۔ اب اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ لیکن نیچے گرنے پر ہڈی پسلی ایک ضرور ہو سکتی تھی۔

زاہد نے رسی کھولی اور اپنے آپ کو اس گاڈر سے مضبوطی سے باندھ لیا ـــ اب گرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

تقریباً نصف گھنٹے کے بعد گودام کا پھاٹک پُر شور آواز کے ساتھ کھلا اور مسلح سپاہی گودام میں چاروں طرف پھیل گئے اور اسے ڈھونڈنے کے لئے اس کا چپہ چپہ چھاننے لگے، لیکن کسی کی نگاہ اوپر کی طرف نہیں گئی ـــ

دس منٹ بعد پولیس ناکام واپس چلی گئی۔ لیکن گودام کے مزدور نہیں گئے اور وہیں کام کرنے لگے۔

بھوک تھکن اور نیند سے زاہد کی آنکھیں بار بار بند ہو جاتی تھیں اور رسی کا جھٹکا لگنے سے وہ پھر ہوشیار ہو جاتا تھا۔

تقریباً دو گھنٹے بعد مزدور اپنا کام ختم کر کے پھر باہر نکل گئے اور گودام بند ہو گیا۔

زاہد نے آدھے گھنٹے تک انتظار کیا اور رسی کھول کر اوپر سے نیچے اُترنے لگا۔ پتہ نہیں کیسے کھمبا اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ نیچے گرا، اور گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

٭ ٭ ٭

زاہد کو جب دوبارہ ہوش آیا تو وہ یوں اچھل کر بیٹھ گیا جیسے اسے کرنٹ لگ گیا ہو۔ اس نے گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھا۔ گودام میں ابھی تک اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

اس کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ اگر تقدیر یاوری نہ ہوتی تو اس کا اتنی بلندی سے گر کر بچنا ممکن نہ ہوتا۔ زاہد نے گہری سانس لے کر گھڑی کی طرف دیکھا۔ صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔

زاہد بڑی مشکل سے کھڑا ہوا۔ اور لڑکھڑاتا ہوا گودام کے آفس کی طرف بڑھا۔ آفس کے دروازے پر قفل نہیں تھا ـــ اس لئے وہ آسانی سے آفس کے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے ماچس کی تیلی جلا کر دیکھا۔ آفس کے میز پر فون موجود تھا۔

وہ جلدی جلدی نمبر ڈائل کرنے لگا۔

دوسری طرف کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی۔ پھر کسی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہیلو ـــ کون بول رہا ہے؟"

"ٹوٹو ہے ـــ؟" زاہد نے پوچھا۔

"نہیں ـــ"

"اسے فوراً تلاش کرو۔ میں پانچ منٹ بعد پھر فون کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

زاہد نے رسیور رکھ دیا اور انتظار کرنے لگا۔ پانچ منٹ بعد اس نے پھر نمبر ڈائل کئے۔

"ہیلو ـــ ٹوٹو ہے؟"

"ہاں ـــ"

"سونے کی چڑیا" زاہد نے کہا "میں پھنس گیا ہوں اور مجھے فوراً مدد کی ضرورت ہے۔"

"کہاں ہیں ـــ؟" ٹوٹو نے سوال کیا۔

"بندرگاہ کے علاقے میں ایک گودام کے اندر۔"

"گودام کا پتہ بتلائیے؟"

"معلوم نہیں۔"

"آپ جس فون پر بات کر رہے ہیں۔ اس کا نمبر..."

زاہد نے ماچس کی تیلی جلا کر فون کے اوپر لکھا ہوا نمبر پڑھا اور اسے ٹوٹو کو بتا دیا۔

"ٹھیک ہے ـ دس منٹ بعد فون کریں ـــ" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ٹھیک دس منٹ بعد زاہد نے پھر فون کیا۔

"آپ اس وقت گولڈن لائن شپنگ کمپنی کے گودام میں ہیں۔"

دوسری طرف سے ٹوٹو نے بتایا "گودام کا تالا توڑ کر آپ کو نکالنا ممکن نہیں بہت خطرہ ہے ہم کوئی حل سوچ رہے ہیں۔ پانچ منٹ کے بعد فون کریں۔"

زاہد نے گہری سانس لے کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پانچ منٹ بعد پھر نمبر ڈائل کیے۔

"آٹھ بجے گودام کھلے گا" دوسری طرف سے ٹوٹو کہنے لگا "ٹھیک سوا آٹھ بجے آپ گودام سے نکلنے کی کوشش کریں۔ اس وقت اس علاقے میں جو کچھ ہو رہا ہو آپ اس کی طرف قطعی متوجہ نہ ہوں گودام کے سامنے سڑک کے پار ایک لال اور ہری دھاریوں والا ٹرک کھڑا ہو گا۔ آپ کسی بھی طرح اس ٹرک تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ بس یہی بچ نکلنے کا ایک طریقہ ہے۔"

زاہد کچھ اور پوچھنے والا تھا، لیکن دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ وہ گہری سانس لے کر آفس سے نکل آیا اور انتظار کرنے لگا۔

دھیرے دھیرے اجالا پھیلنے لگا پھر سورج نکل آیا۔ وہ آہستہ آہستہ پھاٹک کے قریب پہنچ گیا اور گھڑی دیکھی۔ ساڑھے سات بجے تھے پھاٹک کے قریب بائیں طرف مال کا ایک ڈھیر لگا تھا۔ زاہد اس کی اوٹ میں ہو گیا اور دیکھنے کے لیے اس نے ایک جھری سی بنالی اور ایک ریوالور اپنے ہاتھ میں لے کر انتظار کرنے لگا۔

ٹھیک آٹھ بجے پھاٹک کھلا۔ زاہد جھری میں سے دیکھنے لگا۔ پانچ آدمی اندر داخل ہوتے تھے۔ پھاٹک کے باہر ایک گھوڑا گاڑی کھڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

اچانک دو آدمی آئے اور اسی ڈھیر میں سے مال اٹھا کر گھوڑا گاڑی میں رکھنے کے لیے آگے بڑھے جس کے پیچھے زاہد چھپا ہوا تھا۔ زاہد کے لیے یہ ایک خطرناک پوزیشن تھی۔ اگر انہوں نے سارا مال اٹھایا تو پھر اس کا دیکھ لیا جانا یقینی تھا اور اس کے بعد سارا کھیل ختم۔

لیکن گھوڑا گاڑی میں صرف آٹھ دس گٹھر اور بکس آسکتے تھے اور تب ہی زاہد نے باہر لال اور ہری دھاریوں والے ٹرک کو آکر رکتے دیکھ لیا۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ سوا آٹھ بج چکے تھے۔

اسی وقت ایک دوسرا ٹرک تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا نمودار ہوا اور سیدھا آکر گھوڑا گاڑی سے ٹکرا گیا۔ ایک دھماکے کی آواز پیدا ہوئی اور گھوڑا گاڑی کا کچومر نکل گیا اور اس میں لدا ہوا سارا سامان بکھر گیا۔

آواز سن کر گودام میں موجود آدمی باہر کی طرف بھاگے اور شور مچانے لگے۔ آس پاس کے راہگیر بھی وہاں جمع ہونے لگے۔

زاہد اپنی جگہ سے فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور ریوالور والا ہاتھ اس نے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا اور دھیرے دھیرے پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔ اس ہنگامے میں کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ وہ لپک کر ٹرک کے پاس پہنچا اور اس کے پیچھے سوار ہو گیا۔

دوسرے ہی لمحہ ٹرک ہوا سے باتیں کر رہا تھا۔

٭ ٭ ٭

لال اور ہری دھاریوں والے ٹرک نے زاہد کو ایک لمبے چکر کے بعد ایک تنگ گلی کی ایک عمارت میں پہنچا دیا۔

ٹرک ڈرائیور کرنل زاہد کو عمارت کی اوپری منزل کے ایک کمرے میں چھوڑ گیا جہاں ٹوٹو اس کا منتظر تھا۔

"یہ کیا چکر تھا؟" ٹوٹو نے پوچھا۔

"پہلے کھانے پینے کا بندوبست کرو۔ بھوک سے مرا جا رہا ہوں۔"

"میں نے ناشتہ منگوایا ہے۔" ٹوٹو بولا "سارے سنگاپور میں اس وقت آپ کا ہی ذکر ہو رہا ہے۔ بہت کہرام مچایا ہے آپ نے۔"

"یقیناً مجھے ماؤ ہیوا اور جانگ کا قاتل ثابت کیا جا رہا ہوگا۔" زاہد مسکرا کر کہنے لگا "اور میری تصویریں چھاپ دی گئی ہوں گی۔ کیا تائی کا بھی ذکر شائع ہوا ہے؟"

"جی نہیں!"

کرنل زاہد نے گہری سانس لی "اگر تائی ابھی تک آزاد ہے تو پھر میرا آپریشن یقیناً کامیاب ہو گا۔"

"پولیس آپ کے پیچھے کیوں دوڑی؟" ٹوٹو نے سوال کیا۔

جواب میں زاہد نے پوری کہانی بیان کر دی۔ اسی وقت ناشتہ آگیا اور وہ اس پر ٹوٹ پڑا۔

"اب میرے لیے کیا حکم ہے؟" ٹوٹو نے پوچھا۔

"تائی کو ہر حالت میں تلاش کرو۔ کیونکہ اسی کے ذریعے ہم اپنی مہم میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

"کیسے؟"

"چائنا ٹاؤن میں جہاں تائی رہتی تھی وہیں اس کے اوپر والے کمرے میں ایک لڑکی تن بھی رہتی ہے اس کا بھائی کنگ فو ہے۔ تائی کنگ فو سے بہت کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ تن اور کنگ فو کے ذریعے ہمیں تائی کی کوئی خبر ضرور مل جائے گی۔"

"ٹھیک ہے میں کوشش کرتا ہوں۔" ٹوٹو اٹھتے ہوئے بولا۔ "آپ فی الحال یہیں آرام کریں۔ باہر نکلنا آپ کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو گھنٹی بجا دیجیے گا۔"

"او کے۔"

ٹوٹو نے اس سے ہاتھ ملایا اور رخصت ہو گیا۔

٭ ٭ ٭

ٹوٹو دوسرے دن نو بجے واپس آیا۔

اس دوران کرنل زاہد کمرے میں آرام کرتا رہا۔ ٹوٹو نے آتے

ہی کہا۔ "مبارک ہو۔ آپ کا کام ہو گیا۔"

"کیا تانی مل گئی ہ"

"ابھی اس سے ملاقات تو نہیں ہوئی لیکن گنگ فو کے ذریعے اس تک آپ کا پیغام پہنچا دیا گیا ہے۔" توتو نے کہا "تانی حالات کی نزاکت کی وجہ سے کافی محتاط ہے اور اس نے مجھ سے ملاقات کرنے سے ہی انکار کر دیا ہے۔ اب وہ آپ سے فون پر کسی وقت خود بات کرے گی۔ نمبر اسے بتا دیا گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔"

"اب میں چلتا ہوں" توتو نے کہا اور رخصت ہو گیا۔

کرنل زاہد پھر انتظار کرنے لگا۔

دوپہر کے قریب فون کی گھنٹی بجی۔ زاہد نے ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو۔"

"کون۔۔؟" دوسری طرف سے تانی کی آواز آئی۔

"زاہد۔۔؟"

"سنیے! میں زیادہ دیر تک اس فون پر بات نہیں کر سکتی اس لیے مطلب کی بات ہی کیجیے۔ آپ کا کام ہو گیا ہے۔"

"گڈ! اچھی خبر ہے۔"

"گنگ فو بہت آسانی سے میرے قبضے میں پھنس چکا ہے، یہ سچ ہے کہ مارشل سنگاپور میں تھا لیکن پرسوں رات وہ چلا گیا۔"

"کہاں۔۔"

"یہ معلوم نہیں ہو سکا، بہت ممکن ہے ہندوستان گیا ہو کیوں کہ چینی ایجنٹوں نے تین ٹرک اسلحہ بارود مارشل کے حوالے کیا ہے۔"

"اسلحہ کا یہ ذخیرہ کہاں ہے۔۔؟" زاہد نے پوچھا "اور یہ ہتھیار ہندوستان کیسے اور کہاں پہنچائے جائیں گے؟"

"جگہ کا پتہ نہیں۔ لیکن یہ سب مال ٹرکوں کے ذریعے ملایا۔۔۔ تھائی لینڈ ہوتے ہوئے برما پہنچے گا اور وہاں سے بارڈر پار کر کے۔۔ ناگالینڈ جائے گا۔"

"لیکن یہ ناممکن ہے" زاہد نے کہا "راستے میں اتنے ملکوں کے بارڈر پڑتے ہیں۔ کہیں تو پکڑے جا سکتے ہیں۔"

"یہ برما کی فوج کے ٹرک ہیں جو ایک ملٹری کانوائے کی صورت میں سنگاپور سے برما جا پہنچیں گے۔ ان لوگوں نے ایسے کاغذات تیار کر رکھے ہیں جن سے یہی معلوم ہوگا کہ وہ ہتھیار برما سرکار کے لیے سڑک کے راستے برما لے جائے جا رہے ہیں۔"

"پھر اس کے آگے۔۔؟"

"آگے وہ غیر قانونی طور پر بارڈر پار کر کے کہیں سے ہندوستان میں داخل ہو جائیں گے۔ وہ ایسا کرتے رہے ہیں۔" تانی نے جواب دیا۔

"اچھا یہ بتاؤ۔۔۔ انہوں نے کانوائے کی حفاظت کا انتظام کیا ہے۔۔؟"

"وہ بند ٹرک ہیں اور ہر ٹرک میں انہوں نے دو دو مسلح آدمی بٹھا رکھے ہیں۔ کانوائے کے ساتھ ایک مرسیڈیز گاڑی بھی ہوگی جس میں پانچ آدمی سوار ہوں گے۔ ان کا کام وہاں یہ مال حفاظت کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچانا ہے۔"

"یہ قافلہ کب چلے گا؟" زاہد نے پوچھا۔

"چل چکا ہے۔"

"اوہ" زاہد کے منہ سے نکلا "تانی تم نے ہماری جو مدد کی ہے اس کیلئے میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ اچھا تم پچاس ہزار ڈالر کی حقدار بن گئی ہو، بولو، رقم تمہیں کہاں چاہیے۔۔؟"

"مجھے کچھ نہیں چاہیے" تانی کہنے لگی "آپ اب تک مجھے جو کچھ دے چکے ہیں وہ میرے لیے بہت ہے۔ میں اس کی مدد سے آسانی سے اپنے وطن لوٹ جاؤں گی۔ میں نے اس کا انتظام کر لیا ہے اور میں فوراً روانہ ہو رہی ہوں۔ الوداع زاہد۔"

"لیکن۔۔ تانی۔۔۔۔"

"گڈ بائی زاہد" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔

زاہد نے گہری سانس لے کر ریسیور رکھ دیا اور پھر گھنٹی بجائی جواب میں ایک آدمی اندر آگیا۔ "توتو کو بلاؤ۔"

وہ آدمی واپس چلا گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد توتو زاہد کے پاس پہنچ گیا

"تانی کا فون آیا تھا" زاہد نے اسے بتایا "مارشل ہندوستان چلا گیا ہے اور اسلحہ کا ذخیرہ تین ٹرکوں کے ذریعے سڑک کے راستے ہندوستان کیلئے روانہ ہو چکا ہے۔ اس لئے میرے یہاں سے نکلنے کا فوراً انتظام کرو۔"

"یہ بہت مشکل ہے" توتو جلدی سے بولا "پولیس آپکی تلاش میں پاگل ہو رہی ہے۔ اس وقت آپ کا باہر قدم نکالنا بہت ہی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔"

"لیکن میرا جانا بہت ضروری ہے" زاہد بولا "توتو تم کچھ بھی کرو اور مجھے یہاں سے باہر نکالو۔"

"آپ کہاں جانا چاہتے ہیں" توتو نے سوال کیا۔

"سنگاپور سے باہر کہیں بھی، یہاں سے باہر نکلنے کے بعد باقی انتظام میں خود کر لوں گا" زاہد نے کہا "اور کیا میں کسی طرح جنرل کیو سے بات کر سکتا ہوں؟"

"یہاں سے نہیں اس کیلئے ہمارا سفارت خانہ کام آسکتا ہے۔ آپ پیغام لکھ دیں وہ جنرل کیو تک پہنچ جائیگا۔ میں آپ کے جانے کا بندوبست کرتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" یہ کہہ کر زاہد نے جنرل کیو کے لئے ایک پیغام نوٹ کر کے توتو کے حوالے کر دیا۔

زاہد اب میک اپ میں تھا۔
آنکھوں اور بالوں کا رنگ بدل چکا تھا چہرے پر فرنچ کٹ داڑھی نمودار ہو چکی تھی اور آنکھوں پر سنہری فریم کا چشمہ لگ چکا تھا۔
ٹوٹو نے اس کے لئے جعلی پاسپورٹ کا انتظام بھی کر دیا تھا جس میں اس کا نام "بلونت کمار" لکھا تھا۔
اس وقت وہ سنگاپور کے ایئرپورٹ پر موجود تھا جہاں ایک جہاز میں ایک سیٹ بک ہو چکی تھی۔ اور جہاز آنے ہی والا تھا۔
ٹوٹو نے اسے چلتے وقت ایک فونٹین پن دیا تھا جو حقیقت میں ایک پستول تھا جس سے صرف ایک ہی فائر کیا جا سکتا تھا۔
زاہد بھیڑ بھاڑ سے الگ الگ رہنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اچانک ایک انسپکٹر اور ایک کانسٹیبل اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔
"کیا آپ میرے ساتھ آفس تک چلیں گے؟"
"کیوں ...؟" زاہد نے حیرت سے پوچھا۔
"آپ کا پاسپورٹ چیک کیا جائے گا۔" انسپکٹر نے جواب دیا۔ "... چلئے ..."
پولیس انسپکٹر اسے ایک آفس میں لے آیا اور اس کا پاسپورٹ غور سے دیکھنے لگا۔
"ہمیں اس پر مہر لگانی ہے۔" انسپکٹر غور سے پاسپورٹ دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "یہ کام غلطی سے پہلے ہونا رہ گیا ہے۔"
"جو کچھ کرنا ہے جلدی کیجئے۔" زاہد بولا۔
پولیس انسپکٹر نے میز کی دراز کھولی اور ایک مہر نکال کر پاسپورٹ پر ایک جگہ لگا دی اور اپنا پاسپورٹ والا ہاتھ زاہد کی طرف بڑھا دیا۔
"یہ لیجئے۔"
زاہد نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ اور پاسپورٹ لینے کے لئے آگے کی جانب جھکا اور اس نے انسپکٹر سے پاسپورٹ لے لیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے انسپکٹر نے اس کی داڑھی پکڑ کر جھٹکا دیا اور زاہد کی نقلی داڑھی انسپکٹر کے ہاتھ میں آ گئی۔
زاہد سناٹے میں کھڑا رہ گیا۔
"حوالدار! گرفتار کر لو۔" انسپکٹر نے سپاہی کو حکم دیا۔
دوسرے ہی لمحے زاہد کو گرفت میں لے لیا گیا۔ انسپکٹر اس کی تلاشی لینے لگا اور اس کی جیب سے سارا سامان نکال لیا اور اسے رومال میں پوٹلی کی صورت میں باندھ دیا اور اس سامان میں فونٹین پن بھی شامل تھا۔
اس کے بعد انسپکٹر پولیس کمشنر کو فون کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی بولا: "گڈ ایوننگ سر! میں آپ کو ایک خوشخبری سنا رہا ہوں۔ آج کے اخبار میں جس خطرناک مجرم زاہد کے بارے میں لکھا ہے اسے میں نے ابھی ایئرپورٹ پر گرفتار کیا ہے۔ وہ میک اپ میں تھا لیکن میں نے اسے پھر بھی پہچان لیا۔۔ جی ہاں یس سر۔ میں اسے لے کر ابھی آ رہا ہوں۔"
انسپکٹر نے ریسیور نیچے رکھ دیا اور سپاہی سے بولا۔
"جاؤ گاڑی لے کر آؤ۔"
سپاہی باہر چلا گیا۔
"کیا میں ایک سگریٹ پی سکتا ہوں؟" زاہد نے کہا۔
"ہاں ... پی سکتے ہو۔" یہ کہہ کر انسپکٹر نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال لیا۔
"سوری!" زاہد جلدی سے بولا۔ "میں صرف اپنا برانڈ پیتا ہوں اگر آپ تکلیف کریں تو...؟"
"کوئی بات نہیں۔" انسپکٹر نے اس کے سامان کی پوٹلی کھولی اور اس میں سے سگریٹ کا پیکٹ اٹھا لیا اور اس میں سے سگریٹ نکال کر سگریٹ زاہد کے ہونٹوں میں لگا دی اور پیکٹ اس کی اوپر والی جیب میں ڈال کر اپنے لائٹر سے اس کا سگریٹ سلگانے لگا۔
"شکریہ۔" زاہد کش لگاتے ہوئے بولا۔ "میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔"
"کیا...؟"
"انسپکٹر صاحب! اگر آپ میری مدد کریں تو میں ابھی وقت آپ کو ایک لاکھ ڈالر دلا سکتا ہوں۔"
"کیا آپ کو چھوڑ دوں یہی نا...؟"
"بیشک۔"
"شاید تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" انسپکٹر نے اسے گھورا تھا۔
اسی وقت سپاہی واپس آ کر بولا۔ "سر گاڑی تیار ہے۔"
"ٹھیک ہے۔" انسپکٹر نے کہا۔ اور پوٹلی دوبارہ سے باندھنے لگا۔
"انسپکٹر صاحب!" زاہد بولا۔
"اب کیا تکلیف ہے؟" انسپکٹر غرایا تھا۔
"اس پوٹلی میں ایک فونٹین پن میرے ایک مرحوم

دوست کی نشانی ہے۔ کیا آپ مجھے وہ واپس کر سکتے ہیں؟"
انسپکٹر ایک لمحے کے لئے مسکرایا اور پھر مشتبہ نگاہوں سے زاہد کو گھورنے لگا۔
"پلیز انسپکٹر!" زاہد نے التجا کی۔
انسپکٹر نے پوٹلی میں سے پین نکال لیا اور الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا اور پھر اسے زاہد کی طرف بڑھا دیا۔
"شکریہ جناب۔" زاہد بندھے ہاتھوں سے پین گھماتے ہوئے بولا۔ "آپ کا یہ احسان میں زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔"
انسپکٹر نے پوٹلی اپنی یونیفارم کی جیب میں ڈالی اور زاہد کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔
زاہد پین لئے ہوئے آگے بڑھا اور ایک بند گاڑی میں انسپکٹر کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔ گاڑی جب روانہ ہوئی تب بھی پین زاہد کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔
"میرا تو دم گھٹ رہا ہے۔" زاہد گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔
انسپکٹر نے اپنی طرف کا شیشہ آدھا اوپر اٹھا دیا اور اس کے بعد زاہد کی سیٹ کے اوپر سے جھک کر دوسری طرف کی کھڑکی کا شیشہ بھی اوپر اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔
زاہد صرف اسی موقعہ کا منتظر تھا۔ اس نے پین کا رخ ڈرائیور کے پاس بیٹھے ہوئے سپاہی کی طرف کیا اور کلک کر دیا۔ زوردار دھماکہ ہوا گولی سپاہی کی کھوپڑی میں سوراخ کرتی ہوئی نکل گئی۔
انسپکٹر کے چہرے پر پہلے حیرت اور پھر خوف کے آثار پیدا ہوئے۔ اسی لمحے زاہد نے پین اس کی کوکھ سے لگا دیا۔
ڈرائیور نے گھبرا کر بریک لگا دیئے تھے۔

---*---

"انسپکٹر۔" زاہد تحکمانہ لہجہ میں بولا۔ "اپنے ڈرائیور سے کہو کہ چپ چاپ گاڑی چلاتا رہے۔"
انسپکٹر نے ڈرائیور کو حکم دیا۔ "گاڑی چلاتے رہو۔"
ڈرائیور نے پھر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ زاہد نے کہا "کوئی ہوشیاری دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سنا۔"
"سن دیا۔" ڈرائیور خوفزدہ انداز میں بولا تھا۔
"انسپکٹر! اب تم اپنا ریوالور نکال کر مجھے دے دو۔"
انسپکٹر نے ریوالور چپ چاپ زاہد کی گود میں رکھ دیا۔
"اب میرے ہاتھ کھولو۔"
انسپکٹر نے فوراً حکم کی تعمیل کی تھی۔

اپنے ہاتھ آزاد ہوتے ہی زاہد نے انسپکٹر کا پستول اپنی گرفت میں لے لیا اور پین انسپکٹر کی جیب میں ڈال دیا۔
"یہ خالی تھا۔"
"اوہ...." انسپکٹر گہرا سانس لے کر رہ گیا۔ چہرے سے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے موقعہ ملتے ہی زاہد کو کچا چبا جائیگا۔
"اب اپنے ڈرائیور کو حکم دو کہ گاڑی کا رخ ملایا بارڈر کی طرف موڑ دے۔" زاہد نے کہا۔
"ڈرائیور تم نے سن لیا۔" انسپکٹر بولا۔
"یس سر۔"
"مسٹر زاہد! تم بچ نہیں سکتے۔ سنگاپور سے باہر جانے والے ہر راستے پر پولیس کا سخت پہرہ ہے۔"
"یقیناً ہوگا۔ لیکن جب تم میرے ساتھ ہو تو مجھے فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔" زاہد نے کہا۔ "اس پولیس گاڑی کو وہ لوگ چیک کرنے سے رہے۔"
"وہ چیک ضرور کریں گے۔"
"تو پھر انجام تمہارا ہی خراب ہوگا۔ سوچ لو۔" یہ کہتے ہوئے زاہد نے اپنے سامان کی پوٹلی بھی اپنے قبضہ میں کر لی۔ اور نقلی داڑھی مونچھیں نکال کر اپنے چہرے پر لگا لی تھیں۔
راستے میں ایک سنسان جگہ زاہد نے مردہ سپاہی کی لاش ڈرائیور سے باہر پھینکوا دی اور پھر دوبارہ سفر شروع کر دیا۔
دو گھنٹے بعد وہ اس چوکی پر پہنچے جہاں برما اور سنگاپور کی سرحد تھی۔ وہاں پولیس کا سخت انتظام تھا۔ لیکن پولیس گاڑی میں ایک انسپکٹر کو دیکھ کر کسی نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔
دوسرے ہی لمحے وہ ملایا میں داخل ہو چکے تھے۔
گاڑی تیزی سے ملایا کی راجدھانی کی طرف دوڑنے لگی۔
دو گھنٹے بعد وہ ملایا کی راجدھانی پہنچ گئے۔ وہاں سے زاہد نے انہیں ایئرپورٹ چلنے کا حکم دیا۔
ایئرپورٹ کے سنسان راستے میں ایک جگہ زاہد نے گاڑی رکوائی۔ اور انسپکٹر اور ڈرائیور کی کنپٹیوں پر ریوالور کے وار کر کے اس نے دونوں کو بیہوش کیا اور دونوں کو گاڑی سے باہر دھکیل کر جھاڑیوں میں ڈال دیا۔
ایئرپورٹ پہنچ کر اس نے اپنا پاسپورٹ چیک کروایا اور اپنے لئے رنگون کی سیٹ بک کرائی۔
یہاں اسے کوئی خطرہ نہیں تھا۔

رنگون کے ہوٹل کے کمرے میں زاہد سو رہا تھا کہ دستک کی آواز سن کر چونک گیا۔

اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔

"استاد بندہ حاضر ہے۔" کیپٹن جاوید نے جھک کر لکھنوی انداز میں سلام کیا تھا۔

"اکیلے آئے ہو؟" زاہد مسکرایا تھا۔

"نہیں پوری فوج ساتھ میں لایا ہوں۔" کیپٹن جاوید نے کہا۔

"آپ حکم فرمائیں انگلی اٹھائیں کس کی جان چاہیئے۔"

"اندر آجاؤ۔" زاہد پلٹتے ہوئے بولا۔ "معلوم ہوتا ہے میرا پیغام جنرل کیبو کو موقعہ سے مل گیا۔"

"اگر نہ ملتا تو یہ خاکسار ابھی ایک انڈین محبوبہ کو چھوڑ کر آپ کا رخ روشن دیکھنے کیوں آتا۔"

"مذاق چھوڑو اور کام کی بات سنو۔" زاہد نے اپنا سگار سلگاتے ہوئے کہا۔ "ایک فوجی کانوائے کو تلاش کرنا ہے۔ جو پرسوں سنگاپور سے روانہ ہوا ہے۔ اس کا نوٹ ہے تین ٹرک ہیں اور ایک مرسڈیز گاڑی بھی ہے۔ اس وقت پتہ نہیں کہاں ہے لیکن اس کا رخ انڈیا کی طرف ہی ہے۔ اس لئے وہ تھائی لینڈ اور انڈیا کے روٹ پر ہوگا۔"

"اس میں کوئی لڑکی وغیرہ بھی ہے؟"

"بکواس مت کرو۔"

"کیا معلوم اب تک وہ رنگون سے آگے نکل گیا ہو۔" جاوید بولا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ یہ کانوائے کی رفتار اور سفر پر منحصر ہے۔ پتہ نہیں مسلسل سفر کر رہا ہو، یا رکتا ہوا آ رہا ہو۔"

"گھبرائیے نہیں۔ میں فلائی کر کے سارا علاقہ چھان مارو ں گا۔ میں پورے انتظام کے ساتھ آیا ہوں۔"

"کیا ہیلی کاپٹر میں؟"

"جی ہاں۔"

"تو پھر میرے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔" یہ کہہ کر زاہد لباس تبدیل کرنے باتھ روم میں چلا گیا

ایک ٹیکسی کے ذریعے وہ شہر سے تقریباً بارہ میل دور واقع ایئرپورٹ پر پہنچے۔ وہاں انڈین ایئر فورس کا ایک ہیلی کاپٹر تیار کھڑا تھا۔ زاہد اور جاوید اس میں سوار ہو گئے۔

ہیلی کوپٹر خود جاوید ہی اڑا رہا تھا اور ہیلی کوپٹر کا رخ سیدھا ملایا کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ملایا اور تھائی لینڈ بارڈر کے قریب پہنچ کر ہیلی کوپٹر واپس موڑ لیا۔

"آپ دوربین سنبھال لیجئے۔" جاوید نے کہا۔ "میں روڈ ان کے اوپر ہی اوپر پرواز کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" زاہد نے دوربین نکال کر اپنی آنکھوں پر رکھ لی۔

دونوں سارا دن کانوائے کو تلاش کرتے رہے۔ تب کہیں جا کر شام کو تھائی لینڈ بارڈر سے کوئی پچاس میل دور برما کے اندرونی علاقے میں انہیں وہ کانوائے دکھائی دے گیا۔

"بس ٹھیک ہے۔" زاہد بولا۔ "انہیں ہندوستان کا بارڈر کراس کر لینے دو۔ اس کے بعد ان پر ہاتھ ڈالیں گے۔"

"اس کے لئے کافی وقت ہے۔ وہاں تک پہنچنے میں ٹرک کو تین چار دن ضرور لگ جائیں گے۔ ان پر ہاتھ ڈالنے کے لئے کوئی پلان بنایا ہے؟"

"ان لوگوں کی کل تعداد سترہ ہے۔ ہر ٹرک میں دو آدمی موجود ہیں جو شاید باری باری ڈرائیو کرتے ہیں اور ہر ٹرک کے اندر ہتھیاروں کی حفاظت کے لئے بھی دو دو مسلح آدمی موجود ہیں۔ ان کے علاوہ پانچ آدمی کار میں ہیں۔ ان سب کا انتظام کرنا پڑے گا۔"

"آپ بے فکر رہیں۔ میں پوری بٹالین سنبھال سکتا ہوں۔" جاوید نے گہرا سانس لیا تھا۔ "کاش ان میں کوئی لڑکی بھی ہوتی۔"

•

ٹرکوں نے برما کے قریب اپنے ٹرکوں کا رنگ بدل لیا، اور نئی نمبر پلیٹیں بھی لگا دی گئیں اب یہ ٹرک گویا کسی ایک ٹرانسپورٹ کمپنی کے معلوم ہوتے لگے تھے۔

گاڑی کی بھی نمبر پلیٹ بدل دی گئی تھی۔

زاہد اور جاوید نے یہ تمام کارروائی اپنی آنکھوں سے ہوتے ہوئے دیکھی تھی۔ اگر وہ ان پر رنگ و روغن ہوتے نہ دیکھ لیتے تو کبھی پہچان نہیں پاتے کہ وہ لوگ اسی کانوائے کے تعاقب میں ہیں۔

دو دن بعد ٹرک ہندوستان میں داخل ہو کر ناگالینڈ کی طرف چل پڑے۔

اس وقت رات کا پچھلا پہر تھا اور ہتھیاروں سے بھرے ہوئے ٹرک دھیمی رفتار سے چل رہے تھے۔ ان کے پیچھے کار بھی چل رہی تھی، اور اب اس مرسڈیز سے تقریباً دو سو گز پیچھے زاہد فوجی جیپ میں اکیلا ہی ان کا تعاقب کر رہا تھا۔

زاہد اس وقت بھی اپنے بدلنے والے ہی میک اپ
میں تھا۔
اچانک ٹرک چلتے چلتے رک گئے۔
کرنل زاہد نے گھڑی دیکھی اور مطمئن انداز میں سر ہلایا۔
سارا کام اسکیم کے مطابق ہو رہا تھا۔
ٹرک پھر آگے بڑھے اور سڑک چھوڑ کر ڈھلان سے اتر کر
ایک کچی سڑک پر ہو لیے تھے۔ مرسیڈیز بھی کچی سڑک پر دھول اڑاتی
ہوئی اس کے پیچھے تھی۔
زاہد کی جیپ جب اس جگہ پہنچی جہاں ٹرکوں نے
راستہ بدلا تھا تو اس نے وہاں سڑک پر ایک بورڈ لگا دیکھا جس
پر لکھا تھا۔
"آگے راستہ بند ہے۔"
اسی وقت ایک طرف سے دو آدمی برآمد ہوئے اور سڑک
پر لگا ہوا بورڈ ہٹا لے گئے۔ زاہد نے مسکرا کر اپنی گاڑی دھول بھری
سڑک پر اتار دی۔ کالو اسے اس کی نظروں میں تھا؟
کچھ آگے بڑھنے کے بعد زاہد نے زور زور سے ہارن بجانا
شروع کر دیا۔ اسی وقت مرسیڈیز میں بیٹھے دو آدمیوں کی گردنیں
گھوم گئیں۔ زاہد نے ان میں سے ایک کو فوراً ہی پہچان لیا۔ وہ
سفید ہیٹ والا چینی تھا۔ دوسرا کوئی سانولی رنگت والا تھا۔ جو
ہندوستانی تھا۔
کرنل زاہد نے جیپ کی رفتار بڑھا دی اور مرسیڈیز کی بغل
میں پہنچ گیا پھر اس نے کھڑکی سے گردن نکال کر کہا۔ "ہیلو پیٹر۔"
مرسیڈیز کے پچھلی آدمی اب زاہد کو حیرت سے گھورنے
لگے تھے پھر گاڑی رک گئی۔
زاہد نے وہاں رکنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔ وہ تیز
رفتاری سے آگے بڑھتا رہا اور شیشے میں سے ان لوگوں کو کار سے
اتر کر پچھلے پہیہ کا معائنہ کرتے دیکھتا رہا۔ ٹرک اسی رفتار سے
آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔
پہلا فائر ہوتے ہی زاہد نے جیپ روک دی اور گیئر بدل کر
اسے بیک کرنا شروع کر دیا۔ تب تک فائرنگ سے سارا ماحول
گونج اٹھا تھا۔ بیک کرتا ہوا وہ اپنی جیپ مرسیڈیز کے پاس
لے آیا۔
اسی وقت سناٹا چھا گیا۔

*

دوسرے ہی لمحے سڑک پر زاہد نے تین آدمیوں کو تڑپتے
دیکھا، سانولی رنگت والا ہندوستانی اپنے ہاتھ کندھوں سے اوپر
اٹھائے کھڑا تھا۔ اور سفید ہیٹ والا چینی کہیں دکھائی نہیں
دے رہا تھا۔
مرسیڈیز سے چند قدم کے فاصلے پر کیپٹن جاوید اور اس
کے دوسرے ساتھی اپنے ریوالور لیے کھڑے تھے۔
زاہد جیپ سے کود کر ان کے قریب پہنچ گیا۔
"ایک بری خبر ہے زاہد صاحب۔" جاوید نے منہ بنا کر کہا۔
"زاہد" سانولی رنگت والے ہندوستانی کے منہ سے جیسے
حیرت سے نکلا اور زاہد کو گھورنے لگا۔
زاہد نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔
"وہ چینی بھاگ گیا۔" جاوید نے کہا۔
"اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ چینی کو تلاش کریں اور تم
میرے ساتھ آؤ۔"
جاوید نے ہندوستانی کو اپنے آدمیوں کے حوالے کیا اور
خود کرنل زاہد کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔
جیپ ڈرائیو کرتے ہوئے زاہد نے کہا۔ "آگے کا انتظام تو
ٹھیک ہے نا؟"
"بالکل! یہ جاں نثار آپ کے حکم کا غلام ہے۔ اور آگے جو ڈرامہ
کھیلا جانے گا، وہ دیکھنے کے قابل ہوگا۔" جاوید کہنے لگا۔ "اور وہ
سالا چینی میری توقع سے بڑھ کر چالاک ثابت ہوا اور اپنے آدمیوں
کی طرح اس نے ہم سے بھڑ جانے کے بجائے فرار ہو جانا ہی زیادہ
مناسب سمجھا۔"
کچھ ہی دیر بعد انہوں نے ٹرک کو پھر دیکھ لیا تینوں ٹرک
ایک قطار کی صورت میں کھڑے تھے اور ٹرکوں کے آگے ایک ٹرک
پر ایک ٹرک جس پر ترپال پڑا تھا ترچھا کھڑا ہوا تھا اور اس کے سامنے
والے حصہ سے ایک فیئٹ گاڑی ٹکرائی ہوئی کھڑی تھی جس کے
اس کے پہیے ٹیڑھے ہو گئے تھے۔
ٹرک سے آدمی کود کود کر باہر نکل آئے۔ زاہد کی جیپ بھی
ان لوگوں کے قریب گیا اور زور سے ہارن بجانے لگا۔
سڑک پر کھڑے سبھی آدمیوں کی نگاہیں زاہد پر مرکوز ہو گئیں۔
"کیا چکر ہے؟" زاہد نے سوال کیا۔
"ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔" ایک آدمی نے جھلا کر جواب دیا۔
زاہد اور جاوید جیپ میں سے نکل آئے۔ "ارے راستہ
تو بالکل بند ہے، اب کیا کریں؟"
"ہم لوگ کوشش کرتے ہیں۔" مارشل کھا آدمیوں نے
کہا اور ٹرک فیئٹ گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔
زاہد ایک گہرا سانس لے کر جاوید کی طرف دیکھنے لگا جلوہ

اپنے شانے جھٹک کر رہ گیا تھا۔

زاہد نے دیکھا کہ ٹرکوں کے اندر جو مسلح آدمی چھپے ہوئے تھے وہ باہر نہیں نکلے تھے۔

مارشل کے آدمی ٹرک کو فیٹ کار سے الگ کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ اُسی لمحے جاوید نے اپنے منہ سے سیٹی کی آواز نکالی۔

دفعتاً ٹرک سے ترپال ایک جھٹکے سے ہٹا اور بجلی کی سی پھرتی سے ایک ساتھ کئی آدمی نیچے کود پڑے۔ اِن میں ڈاگا سب سے آگے تھا۔

"خبردار کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔" ڈاگا نے ہانک لگائی تھی۔

اِس دھمکی کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ چھ کے چھ آدمی اپنی جگہ کھڑے رہ گئے۔ اِن کے منہ حیرت سے پھیل کر رہ گئے تھے۔

کرنل زاہد کی پوری توجہ کا لونسے کے اندر چھپے ہوئے آدمیوں کی طرف تھی۔ لیکن شاید وہ باہر کی صورتحال سے ابھی تک باخبر نہیں ہوا تھا۔

ڈاگا کے آدمیوں نے آگے بڑھ کر مارشل کے ساتھیوں سے اُن کے ریوالور چھین لیے۔ ڈاگا نے اُنہیں حکم دیا۔

"جو کام تم کر رہے تھے اُسے دوبارہ شروع کر دو۔"

لیکن کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ ڈاگا نے اپنی جیب سے ایک بم نکال کر کہا۔ "پیارے بھائیو اگر دو منٹ کے اندر اندر آپ لوگوں نے ٹرک اور کار کو الگ نہیں کیا تو سب جہنم رسید کر دیے جاؤ گے۔"

وہ فوراً کار اور ٹرک ہٹانے میں جٹ گئے تھے اور تھوڑی دیر میں یہ کام کر دیا۔

"اب تم لوگ ٹرک سے پیٹھ لگا کر کھڑے ہو جاؤ اور اپنے ہاتھ سر سے اوپر اٹھا لو۔"

مارشل کے آدمیوں نے حکم کی تعمیل کی۔

"مجھے ٹرکوں کے اندر موجود تمہارے ساتھیوں کے بارے میں اچھی طرح معلوم ہے۔" زاہد نے کہا۔ "اس لئے کوئی اُنہیں کسی قسم کا اشارہ کرنے کی کوشش نہ کرے۔"

مارشل کے ساتھیوں کے منہ حیرت سے پھٹ گئے تھے۔

•

کرنل زاہد نے اِن چھ آدمیوں کا جائزہ لیا اور پھر ایک آدمی کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔

وہ آدمی فوراً آگے بڑھ آیا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔؟"

"ہوچی۔"

"دیکھو تم سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہو۔" زاہد بولا۔ "میں چاہتا ہوں کہ کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اِس لئے کیا تم اپنے آدمیوں کو ٹرکوں سے باہر آنے کے لئے نہیں کہو گے۔"

"ہاں... لیکن وہ میرے کہنے سے باہر نہیں آئیں گے۔" ہوچی نے جواب دیا۔ "وہ کسی کے حکم سے باہر نہیں نکلیں گے۔"

"کیوں۔؟"

"کیونکہ اُنہیں ہدایت یہی ملی ہے۔ ویسے اگر کوئی زبردستی ٹرک کا دروازہ کھولے گا تب وہ اپنی مشین گن سے اُسے بھون کر رکھ دیں گے۔ اِس کے علاوہ اُنہیں یہ بھی اختیار ہے کہ وہ جب کسی مصیبت میں پھنس جائیں تو وہ ٹرکوں کو بموں سے اُڑا دیں۔" ہوچی کہنے لگا۔ "کوریا میں جب اُنہیں سگنل ملے گا تب ہی وہ دروازہ کھول سکتے ہیں۔ اور ابھی کوریا نہیں آیا ہے۔"

"اِس کا حل میرے پاس ہے کرنل۔" ڈاگا بولا اور ہرے رنگ کے ٹرک کی طرف بڑھ گیا۔ اِس کے اندر سے اُس نے ایک سیلنڈر نکال لیا۔

"یہ کیا ہے۔؟" جاوید نے پوچھا۔

"گیس۔" ڈاگا نے جواب دیا۔ "اِس سے آدمی کافی دیر تک بیہوش رہتا ہے۔"

ڈاگا سیلنڈر لے کر کالونسے کی طرف بڑھا اور پہلے ٹرک کے نیچے گھس گیا۔ اُس نے نیچے گھس کر ٹرک کے تلے میں ایک جھری تلاش کی اور سیلنڈر کی نلکی اُس میں لگا کر گیس چھوڑنے لگا۔ خود اُس نے اپنی سانس روک لی تھی۔

یہی عمل اُس نے باقی ٹرکوں کے ساتھ کیا اور انتظار کرنے لگا۔

"جاوید تم نے کوریا میں ہوٹل پرنس میں کمرہ میرے لئے بک کرا لیا ہے یا نہیں؟" زاہد نے یہ کہہ کر اُسے آنکھ ماری تھی۔

"جی... جی ہاں، کمرہ بک ہو چکا ہے۔" جاوید گڑبڑا گیا تھا۔

ڈاگا نے ہوچی سے کہا۔ "تم میرے ساتھ آؤ۔"

ہوچی ڈاگا کے ساتھ ٹرکوں کی طرف چلا گیا۔ زاہد نے مسکرا کر جاوید سے کہا۔ "میں مارشل تک یہ خبر پہنچانا چاہتا ہوں کہ راستے میں جس شخص نے اُس کے ہتھیاروں پر قبضہ کیا ہے وہ ہوٹل پرنس میں ٹھہرا ہوا ہے اور یہ خبر ہوچی اُس تک پہنچائے گا۔"

"اوہ۔" جاوید نے گہرا سانس لیا تھا۔ "تو کیا آپ اُسے فرار ہونے کا موقع دیں گے۔"

"بیشک۔" یہ کہہ کر زاہد ڈاگا کے ساتھ ہتھیاروں والے ٹرکوں میں

سوار ہو گیا۔ جاوید اور دوسرے آدمی جیپ اور ہرے رنگ کے ٹرک میں سوار ہو گئے۔

قافلہ پھر چل پڑا۔

*

ھوٹل پرنس کے ایک کمرے میں بستر پر لیٹ کر زاہد نے اپنا سگار سلگا لیا۔

پلان کے مطابق ہوچی کو فرار ہونے کا موقع دے دیا گیا تھا اور وہ اب تک مارشل کے پاس پہنچ بھی چکا ہو گا۔

زاہد نے ہتھیاروں کا ذخیرہ شہر سے باہر ایک تربے سے کھلیان میں بھسے کے ڈھیر میں چھپا دیا تھا اور اب مارشل کے کسی اقدام کا ... س وقت وہ میک اپ میں بھی نہیں تھا۔

دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی۔ زاہد نے رسیور اٹھا لیا۔

"ھیلو۔"

"مسٹر زاہد؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"بول رہا ہوں۔"

"تم نے ایسا کیوں کیا، بتاؤ مال کہاں ہے؟"

"میرے قبضہ میں ہے مارشل۔" زاہد مسکرایا تھا۔

"کیا چاہتے ہو؟"

"تم سے نیاز حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" آواز آئی۔ "تمہارے ہوٹل سے تقریباً دو میل دور ایک جھیل ہے۔ آج رات ٹھیک دس بجے تم مجھے جھیل پر مل سکتے ہو۔"

"میں پہنچ جاؤں گا، لیکن ایک بات یاد رکھنا۔" زاہد کہنے لگا۔ "میرے ساتھ کوئی چال چلنے کی ضرورت نہ کرنا۔ میں تمہارے اسلحے کے ذخیرے میں ٹائم بم لگا کر آؤں گا۔ اگر میں ٹھیک وقت پر اس بم کو ہٹانے وہاں نہیں پہنچا تو سب کچھ دھماکے سے اڑ جائے گا۔"

"تم بے فکر رہو، میں اکیلا آؤں گا، تم بھی تنہا آؤ گے۔"

"ٹھیک ہے۔" زاہد نے رسیور رکھ دیا، اور گھڑی دیکھی اس وقت سات بجے تھے۔ جب کچھ اندھیرا چھا گیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور لباس بدل کر ہوٹل سے باہر نکلا اور ٹیکسی لے کر جھیل کی طرف روانہ ہو گیا۔

ٹیکسی چھوڑ کر وہ جھیل کی طرف بڑھا۔ اس پاس خالی میدان تھا اور اس کے بعد درختوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ وہ ایک درخت منتخب کر کے اس پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور انتظار کرنے لگا۔

نو بجے کے قریب زاہد نے وہاں ایک اسٹیشن ویگن کو آ کر رکتے دیکھا اس میں سے تین سائے باہر نکلے۔ وہ درختوں میں کہیں غائب ہو گئے۔

تیسرا دھیرے دھیرے ایک طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں چھڑی کی طرح کوئی چیز دبی تھی۔ وہ شخص زاہد کے درخت کے نیچے آ کر رک گیا۔

گاڑی واپس جا چکی تھی۔

زاہد نے اس شخص کو غور سے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں جسے وہ چھڑی سمجھا تھا۔ رائفل تھی۔

رائفل والے نے اطراف کا جائزہ لیا اور پھرتی سے زاہد سے دو درخت چھوڑ کر تیسرے پر چڑھ گیا۔

پندرہ منٹ بعد زاہد چپ چاپ درخت سے اترا اور خاموشی سے ہوٹل واپس آ گیا اور بڑے اطمینان سے کھانا کھا کر انتظار کرنے لگا۔

ساڑھے دس بجے فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے رسیور اٹھایا۔ "ھیلو۔"

"مسٹر زاہد۔" دوسری طرف سے وہی آواز ابھری۔ "یہ کیا بدتمیزی ہے۔ تم آئے کیوں نہیں؟"

"جی شکریہ! میں اب تم سے کوئی بات کرنا نہیں چاہتا۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب تو اپنے اس بندرسے پوچھو جو جھیل کے کنارے ایک درخت پر رائفل لے کر بیٹھا ہوا ہے تاکہ میں وہاں پہنچوں اور وہ مجھے اپنی گولی کا نشانہ بنا دے۔"

"تمہیں کیسے خبر ہوئی؟" ایک لمحہ کی خاموشی کے بعد پوچھا گیا۔

"میں جادوگر ہوں۔" زاہد بولا تھا۔

"جو کچھ ہوا اسے بھول جاؤ مسٹر زاہد۔" مارشل کی آواز ابھری "میں اپنی اس حرکت پر شرمندہ ہوں۔ اب گیارہ بجے میں اکیلا جھیل پر تمہارا انتظار کروں گا۔"

"یہ تمہارے لئے آخری موقعہ ہے۔" زاہد نے کہا۔ "اور تم خود ہی آنا۔ اپنے کسی نمائندے کو وہاں بھیج کر مجھے دھوکا دینے کی کوشش بیکار ہو گی۔"

"تم بے فکر رہو۔ میں خود تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔

•

ٹھیک گیارہ بجے زاہد جھیل پر پہنچ گیا تھا۔ اسی وقت درختوں میں سے ایک سایہ نکل کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ چینی ہی معلوم ہوتا تھا۔

"مارشل تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ بولو کیا چاہتے ہو؟"

مارشل نے کہا۔ "تم نے ہتھیار میرے آدمیوں سے کیوں چھینے اور اب وہ کہاں ہیں؟"

جواب میں زاہد نے جوڈو کراٹے کا ہاتھ مار کر اسے اپنی پیٹھ پر لادا اور جھیل کی طرف بھاگا۔

"چھوڑو۔ مجھے چھوڑو۔" چینی گھبرا کر چیخنے لگا تھا۔

زاہد نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اور جھیل کے پانی میں اتر گیا۔ کمر تک پانی میں پہنچ کر اس نے مارشل کو پانی میں ڈال دیا اور اس کی گردن دبوچ لی۔ اور اسے غوطہ دینے لگا۔

چینی بُری طرح چیخنے چلانے لگا۔ لیکن موہنہ کھولنے سے اس کے موہنہ میں پانی بھر جاتا تھا۔ اس کا دم گھٹنے لگا اور آنکھیں باہر نکل آئیں۔

"بولو! کیا تم مارشل ہو؟" زاہد نے اسے پھر غوطہ دیا۔

"بالکل ہوں۔"

"تم یوں نہیں اگلو گے۔" زاہد نے اس کی گردن دبوچ کر ایک اور غوطہ دیتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تم سچ نہیں اگلو گے۔ بولو۔ تم مارشل ہو؟"

"ہاں۔"

زاہد نے اسے پانی کے نیچے دبائے رکھا۔ چینی بُری طرح پھڑپھڑاتا رہا اور جب اس کی حالت بُری ہو گئی تو زاہد نے اسے نکال کر پوچھا۔

"بتاؤ! تم مارشل ہو؟"

چینی گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے اور ہانپتے ہوئے بولا۔ "نہیں۔"

"پھر کون ہو؟"

"میں ایک معمولی ورکر ہوں۔ مارشل کے لئے کام کرتا ہوں۔"

"تمہیں مارشل نے بھیجا تھا۔"

"ہاں۔"

"مارشل اس وقت کہاں ہے؟" زاہد نے پوچھا۔

"یہ کوئی نہیں جانتا۔"

"تمہیں یہاں آنے کے لئے حکم کیسے ملا تھا؟"

"فون کے ذریعے۔"

"مارشل کا حلیہ کیا ہے؟"

"میں نے اسے آج تک نہیں دیکھا۔"

زاہد چینی کو جھیل کے پانی سے باہر نکال لایا۔ اس کی حالت بہت خراب تھی اور وہ سردی سے کانپ رہا تھا۔

"جاؤ اور جا کر مارشل سے کہہ دو کہ میں اس کی ہر چال ناکام بنانے کی ہمت رکھتا ہوں۔ اور اب میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔"

یہ کہہ کر زاہد نے چینی کو وہیں چھوڑا اور خود واپس ہو گیا۔

*

دوسری صبح زاہد کی آنکھ دستک کی آواز سے کھل گئی۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔

سامنے ایک لمبا چغہ پہنے ہوئے ایک پادری کھڑا تھا۔

"مسٹر زاہد! میرے بچے میں تم سے ہی ملنے آیا ہوں۔"

"جی۔"

"ہاں تم نے ہی تو کہا تھا کہ تم مارشل کے علاوہ اور کسی سے ملنا نہیں چاہتے؟" پادری مسکرا رہا تھا۔

"اوہ۔" زاہد نے گہری سانس لی تھی۔ "تو آپ ہیں؟"

پادری زاہد کے ساتھ اندر کمرے میں آ گیا اور وہ بہت ہی مطمئن تھا۔

"مسٹر زاہد! اسلحہ کا ذخیرہ کہاں ہے؟"

کرنل زاہد نے غور سے پادری کا چہرہ دیکھا۔ اس کے نقش اسے کچھ جانے پہچانے سے معلوم ہوئے۔ پھر ایک دم یاد آ گیا کہ یہ شخص تھا اس کی تصویریں اخبارات میں دیکھی تھیں یہ فادر آرتھر تھا جسے بھارت سرکار نے غریبوں کے علاج اور بیماریاں دور کرنے کے مشن پر اسے ایوارڈ سے نوازا تھا۔ فادر آرتھر ناگالینڈ کے دیہات میں اپنا مشن چلایا کرتا تھا اور اسے وہاں عیسیٰ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

"بہت خوب! تو آپ مارشل ہیں؟" زاہد ہنسا تھا۔ "آپ جیسا ہی کوئی شخص مارشل ہو سکتا تھا۔ اسی لئے وہ آج تک لوگوں کی نگاہوں میں نہیں آ سکا۔ فادر آرتھر غریبوں کا مسیحا۔ لیکن حقیقت میں ایک غدار... باغی ناگاؤں کے سرغنہ اور توڑ پھوڑ کے ذمہ دار شاباش..."

"تعریف کا شکریہ۔" فادر آرتھر بولا۔ "اب بتاؤ ہتھیار کہاں ہیں۔"

"یہ میں کیوں بتاؤں۔ یہ مہرہ میرے ہاتھ میں ہے۔"

"لیکن وہ اسلحہ تمہارے کیا کام آ سکتا ہے۔" فادر آرتھر مسکرا دیا تھا۔ "بولو تمہیں کیا قیمت چاہیئے۔"

"دس لاکھ۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں رقم ادا کر دوں گا۔" فادر اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں فادر! آپ یہاں سے جا نہیں سکتے۔"

"کیا مطلب ہے؟" فادر آرتھر نے چونک کر اسے گھورا تھا۔

"اب آپ میری قید میں ہیں۔" زاہد نے ریوالور نکال لیا۔

"آپ یہیں سے دس لاکھ روپے منگوانے کا انتظام کیجئے۔ روپیہ ملتے ہی میں آپ کو بتا دوں گا کہ ہتھیار کہاں ہیں؟"

"یہ کھلونا ہے میرے بچے۔" فادر آرتھر نے ریوالور کی طرف اشارہ کیا۔ "اس سے تم مجھے روک نہیں سکتے۔"

"یہ کوئی معمولی کھلونا نہیں فادر! اس سے موت نکلتی ہے۔"

دوسرے ہی لمحہ ایک کلک کی آواز کے ساتھ ریوالور زاہد کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

"خبردار! حرکت نہ کرنا۔"

زاہد نے آواز کی طرف گھوم کر دیکھا۔ بالکنی کے دروازے پر سفید ہیٹ والا چینی کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں ایک ریوالور دبا ہوا تھا۔

"تم نے دیکھا میرے بچے! اس کا نشانہ کتنا اچھا ہے۔" فادر نے مسکرا کر چینی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ "مسٹر زاہد جو تم سے بہت ناراض ہے۔ اب اسے اور زیادہ خفا کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔"

زاہد ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

"اب تم ہمیں بتاؤ گے کہ تم نے ہتھیار کہاں چھپائے ہیں۔"

زاہد خاموش رہا۔

"خاموش رہنے سے کام نہیں چلے گا۔ اگر تم نے اپنی زبان نہیں کھولی تو پھر زبان کھلوانے کا کام میں چو کو سونپ دوں گا۔"

یہ سنتے ہی چو کے حلق سے وحشیانہ قہقہہ ابل پڑا تھا۔

زاہد نے گہرا سانس لیا۔ "آل رائٹ! وہ ترک شہر سے باہر ایک کھلیان میں بھوسے کے ڈھیر میں چھپے ہوئے ہیں۔"

"کھلیان میں تم نے ٹائم بم لگائے ہیں۔"

"نہیں۔"

"ویری گڈ! اب یہ بتاؤ تمہارے آدمی کہاں ہیں۔"

"ٹرکوں کے پاس ہی موجود ہیں۔" زاہد نے جواب دیا۔

"باقی دو آدمی ہوٹل میں ہیں۔"

"اچھا اب تم ہوٹل میں اپنے آدمیوں کو فون پر ہدایت کرو کہ وہ کھلیان سے اپنے سارے آدمی ہٹا لیں۔" فادر آرتھر نے سائیڈ گھوم کر چینی سے بولا۔ "چو صاحب کو فون دو۔"

چو نے فون لا کر زاہد کو تھما دیا۔ زاہد نے نمبر ڈائل کیے اور جاوید کو حکم دیا کہ وہ کھلیان سے اپنے آدمی ہٹا لے اور ریسیور رکھ دیا۔

آرتھر، چو اور زاہد کو لے کر کھلیان پہنچا۔

بیس آدمی اور بھی آرتھر نے بلا رکھے تھے۔ کھلیان خالی پڑا تھا۔ سب لوگ چاروں طرف بکھر گئے۔

زاہد، چو اور فادر آرتھر کے درمیان کھڑا تھا۔ چو کے ہاتھ میں ریوالور تھا جس کا رخ زاہد کی طرف ہی تھا۔

پندرہ منٹ میں بھوسے کا ڈھیر ہٹا یا گیا۔ تب اسلحے سے بھرے ہوئے ٹرک نمودار ہوئے۔ ایک ٹرک کے اوپری حصے کو کھول کر دیکھا گیا۔ اس میں سے دو پٹی لاشوں کو نکال کر باہر پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد خود فادر آرتھر نے آگے بڑھ کر ہتھیاروں کو بھی چیک کیا اور مطمئن انداز میں سر ہلایا۔

"باقی دونوں ٹرکوں میں سے بھی لاشیں نکال کر باہر پھینک دو۔" فادر آرتھر نے حکم دیا اور پھر ٹرک لے کر روانہ ہو جاؤ۔"

باقی دونوں ٹرک بھی کھولے جانے لگے۔

"اب میرے بارے میں کیا ارادہ ہے۔" زاہد نے پوچھا۔

"اس کا جواب تمہیں چو دے گا۔"

چو یہ سنتے ہی بھونڈے انداز سے مسکرایا اور چند قدم پیچھے ہٹ کر زاہد کا نشانہ باندھنے لگا۔

فادر نے اپنے سینے پر کراس بنایا تھا۔

اسی لمحے ایک فائر ہوا اور چو کی پیشانی پر تیسری آنکھ نمودار ہو گئی اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

فادر آرتھر نے گھبرا کر چاروں طرف دیکھا تھا اور ابھی فادر کے ساتھ کچھ سمجھ بھی نہیں پائے تھے کہ گولیوں کی بوچھاڑ سے وہ بھی گر پڑے۔

زاہد نے زمین پر پھلانگ پہلے ہی لگا دی تھی اور لوٹ لگا کر اس نے چو کے ہاتھ سے ریوالور لے کر اس کا رخ پادری آرتھر کی طرف کر دیا۔

"خبردار!"

دوسرے ٹرک کی چھت میں سے رائفل کی نالیں باہر جھانک رہی تھیں۔ اس کے بعد اس سے کود کر کئی آدمی باہر نکل آئے۔ سب سے آگے کیپٹن جاوید اور ڈاکٹر تھے۔

"استاد کیسی رہی۔" جاوید نے آنکھ مار کر پوچھا تھا۔

"بہت اچھا۔"

"کھلیان میں چھپنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ اس لیے ایک ٹرک کو خالی کر کے ہم آدمیوں سمیت اس میں چھپ گئے تھے۔"

"اب تم عقلمند ہوتے جا رہے ہو۔" زاہد بولا۔

"شکریہ۔" جاوید نے منہ بنا کر جواب دیا۔

"یہ مارشل ہے۔" زاہد نے آرتھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہاتھ میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔"